مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوّت کراچی

متکبر قیامت کے دن چیونٹیوں کے
مثل ہوں گے ان کو اہل محشر روندتے ہوں
گے آگ ان کو چاروں طرف سے گھیر لے گی۔ جہنم کے
ایک خاص قید خانہ میں ان کو عذاب کیا جائیگا
جس کا نام "بولس" ہے ان پر نہایت تیز
آگ جلائی جائے گی۔

(ترمذی)

جلد نمبر ۳

۲۲ تا ۲۸ محرم ۱۴۰۵ھ مطابق ۱۹ تا ۲۵ اکتوبر ۱۹۸۴ء

شمارہ نمبر ۱۸

خصائل نبویؐ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کا ذکر

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپوری مہاجر مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ۔

۲ حدثنا الحسین بن محمد الجریری حدثنا سلیمان بن حرب حدثنا حماد بن سلمۃ عن حمید عن بکر بن عبد اللّٰہ المزنی عن عبد اللہ بن رباح عن ابی قتادۃ ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان اذا عرّس بلیل اضطجع علی شقہ الایمن واذا عرس قبیل الصبح نصب ذراعہ ووضع رأسہ علی کفہ۔

ترجمہ۔ ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (سفر میں رات کو چلنے کے بعد) اگر اخیر شب میں کچھ سویرے کسی جگہ پڑاؤ ڈالتے تو دائیں کروٹ پر لیٹ کر آرام فرماتے اگر صبح کے قریب ٹھیرنا ہوتا تو اپنا دایاں بازو کھڑا کرتے اور ہاتھ پر سر رکھ کر آرام فرما لیتے۔

فائدہ۔ مقصود یہ ہے کہ اگر وقت وسیع ہوتا تو لیٹ کر سو جاتے تھے اور عادت شریفہ دائیں کروٹ پر لیٹنے کی تھی ہی۔ لیکن اگر وقت قلیل ہوتا تو پھر ہاتھ پر ٹیک لگا کر تھوڑی دیر آرام فرما لیتے۔ ایسے وقت میں بالکل ہی لیٹ کر آرام نہ فرماتے تھے کہ نیند گہری آجائے اور نماز فوت ہو جائے بلکہ کہنی پر ٹیک لگا کر سرِ مبارک کو ہاتھ پر رکھ کر تھوڑا سا آرام کر لیتے تھے۔

باب ما جاء فی عبادۃ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔

باب۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کا ذکر۔

فائدہ۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر حرکت و سکون عبادت ہے ہر کام و خاموشی ذکر و فکر ہے لیکن شمائل کے طور پر شمائل کا جز ہونے کی وجہ سے مصنفؒ نے چند عبادات کا ذکر کیا ہے جس سے اندازہ ہو جائے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معصوم ہونے کی باوجود مغفرت اور مراتب عالیہ کے حصول کا پروانہ ملنے کے باوجود اس مرتبہ پر فائز ہو جانے کے باوجود، جہاں تک نہ کوئی ولی اللہ پہنچ سکتا ہے، نہ کوئی نبی پہنچا کس قدر نفلی عبادات کا اہتمام فرماتے تھے اور ہم لوگ جو امتی کہلاتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کا دعویٰ کرتے ہیں، کتنا اہتمام کرتے ہیں حالاں کہ ہم گنہگار ہیں، سیہ کار ہیں گناہوں کے مقابلے اور تول کے لئے بھی ہم عبادات کے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محتاج ہیں پھر ہماری عبادتیں بھی ایسی ہیں جن کا معاوضہ درکنار ان کا کوئی بھی معاوضہ مل جائے تو بسا غنیمت ہے اللہ جل شانہ کے یہاں ہر عبادت کا وزن اور اس کی قیمت اخلاص پر مبنی ہے جس درجہ کا اخلاص ہوگا اسی درجہ کا عبادت میں وزن ہوگا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ایک آدمی نماز سے فارغ ہوتا ہے اور اس کے لیے اس نماز کا دسواں حصہ لکھا جاتا ہے۔ کسی کے لیے نواں اسی طرح آٹھواں ساتواں چھٹا پانچواں چوتھائی تہائی آدھا حصہ لکھا جاتا ہے (ابوداؤد) اور دسواں بھی مثال کے طور پر ارشاد ہے ورنہ اس سے بھی کم ہوتا ہے دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ قیامت کے دن سب سے اول

باقی ص۱۱ پر

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ختم نبوت

جلد نمبر ۳

شمارہ نمبر ۱۸

فہرست

۱	خصائل نبوی ﷺ — حضرت شیخ الحدیثؒ	۲
۲	ابتدائیہ — سعید احمد جلالپوری	۴
۳	قادیانی عقائد منظوم — مولانا منشاق احمد چرتھاولی	۶
۴	فتنہ انکار حدیث — مولانا محمد اسلم	۱۲
۵	جنگ آزادی ۱۸۵۷ء — غلام رسول مہر	۱۸
۶	دینداراانجمن — مفتی رشید احمد صاحب	۲۱

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خان محمد صاحب
دامت برکاتہم سجادہ نشین
خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

فی پرچہ

دو روپیہ

فون نمبر

۷۱۶۷۱۱

بدل اشتراک

سالانہ ـــ ۷۰ روپے
ششماہی ـــ ۴۰ روپے
سہ ماہی ـــ ۲۰ روپے

مدیر مسئول

عبدالرحمٰن یعقوب باوا

مجلس ادارت

مفتی احمد الرحمٰن
مولانا محمد یوسف لدھیانوی
ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر
مولانا بدیع الزمان
مولانا منظور احمد الحسینی

شعبہ کتابت

محمد عبدالستار واحدی

ناشر

عبدالرحمٰن یعقوب باوا
طابع : کلیم الحسن نقوی انجمن پریس کراچی
مقام اشاعت : ۲۰/۸ ، سائرہ مینشن
ایم ۔ اے جناح روڈ ۔ کراچی ۔

بدل اشتراک

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

سعودی عرب	۲۱۰ روپے
کویت ، اومان ، شارجہ ، دوبئی ، اردن اور شام	۲۲۵ روپے
یورپ	۲۹۵ روپے
آسٹریلیا ، امریکہ ، کینیڈا	۲۷۰ روپے
افریقہ	۳۱۰ روپے
افغانستان ، ہندوستان	۱۶۵ روپے

رابطہ دفتر

مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی ۳

ابتدائیہ

حالیہ فسادات کا پس منظر

"صدرِ مملکت جنرل محمد ضیاء الحق نے کراچی میں حالیہ تصادم پر انتہائی رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان جو اسلام کے نام پر بنا تھا اور اللہ تعالیٰ کا انعام تھا۔ اس کو مضبوط بنانے کے بجائے بعض عناصر ملک دشمنوں کے ہاتھوں میں کھیل رہے ہیں۔ پیر کو یہاں سرکٹ ہاؤس میں ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ہر شخص کو اپنے مسلک کے مطابق عمل کرنے کا حق حاصل ہے، اور اعمال دیکھنے والا صرف خُدا ہے۔ انہوں نے کہا کہ محرم الحرام جو اسلامی سال کا پہلا اور برکتوں والا مہینہ ہے۔ اس مہینے میں مسلمانوں کے اندر مسلمانوں کے دشمنوں کے باعث کراچی میں جو جانی اور مالی نقصان ہوا اس پر میں بے انتہاء افسردہ ہوں۔ انہوں نے کہا کہ مکان اور پٹرول پمپ جل گئے، ہنستے کھیلتے بچے یتیم ہوگئے۔ اور کتنے گھرانے ویران ہوگئے۔ انہوں نے کہا کہ لوگوں کو یہ پہچاننا چاہئے کہ پاکستان کے اندر یا باہر ہمارے دشمن کون ہیں ...."

(روزنامہ جنگ ۹ راکتوبر ۱۹۸۴ء)

محرم الحرام کے مہینہ کو اسلامی تاریخ اور شریعت میں انتہائی اہمیت حاصل ہے۔ اس لئے کہ روحانی اور مادی اعتبار سے انسانیت پر اس ماہ میں بہت سے ایسے انعامات کئے گئے جو صرف اسی ماہ کا ہی حصہ تھے۔ اس لئے چاہیئے تو یہ تھا کہ اس ماہ کے آتے ہی شکر و امتنان سے ہماری گردنیں، بارگاہِ الٰہی میں جھک جاتیں۔ اور یہ مہینہ خالق و مخلوق کے مابین شکر و سپاس کا ایک تہوار ثابت ہوتا۔ مگر اس کے برعکس اب اس کی حیثیت ان مٹھی بھر سامراجی ایجنٹوں کی خونخواری اور تخریب کاری کے تہوار کی ہو چکی ہے۔ جو ہر سال مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ماہ محرم الحرام کے آتے ہی ایک انجانا سا خوف محسوس ہونے لگتا ہے، کہ نا معلوم اب کن بے گناہوں کے خون سے ہولی کھیلتے ہوئے فرقہ واریت کے نام سے انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔ اب تو یہ ہر سال کا معمول بن گیا ہے۔ اور دوسری طرف قانون نافذ کرنے والے افراد ہیں جو ہمدردی کے چند کلمات کہہ کر بری الذمہ ہو جاتے ہیں۔ جبکہ انتظامیہ روایتی سستی کے پیش نظر اس خونی ڈرامہ کے اختتام پر "فوراً" پہنچ جاتی ہے اور اگر خدانخواستہ اتفاق سے وہاں موجود بھی ہو۔ تو مداخلت بے جا کی مرتکب نہیں ہوتی۔

کیا جناب صدر کی ہمدردی صرف زبانی کلامی حد تک ہے؟ کیا ان سے اس کا انتظام نہیں ہو سکتا کہ ان جانبدار اور نا اہل اہلکاروں کو برطرف کر کے ایماندار اور غیر جانب دار افراد کا تقرر کیا جائے۔ جو ملک کو تباہی سے بچا سکیں۔ پھر جب یہ ہر سال کا معمول بن گیا ہے۔ تو کیا یہ ممکن نہیں کہ نقص امن کے پیش نظر فوج کے ذریعہ حفاظتی انتظامات کئے جائیں۔ یا پھر انہیں ایام میں پہلے ہی سے کرفیو لگا دیا جائے۔

جناب صدر کو سریر آرائے اقتدار ہوئے ایک طویل عرصہ ہو چلا ہے کیا کبھی انہوں نے اس طرف بھی توجہ کی ہے کہ ان

فسادات کا پس منظر کیا ہے! اور کس کی شہ پر ایک مخصوص گروہ کی طرف سے ہر سال نہتے مسلمانوں کے خون سے زمین رنگین کی جاتی ہے؟ اور مسلمانوں کے املاک کو نقصان پہنچایا جاتا ہے ہمارے خیال میں آج تک اس پہ سوچنے کی زحمت گوارا نہیں کی گئی۔ ورنہ اس پر اگر سنجیدگی سے غور کیا جائے تو یقیناً یہی معلوم ہوگا کہ ان فسادات میں بھی قادیانیوں کا ہاتھ ہے کیونکہ وہ ملک وملت کی سالمیت اور بقاء برداشت نہیں کر سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ہر دس سال بعد کوئی ایسا شوشہ چھوڑنے کی کوشش کرتے ہیں جو ملک وملت کی تباہی اور نقصان کا باعث ہوتا ہے اسی لئے ماننا ہوگا کہ ان فسادات میں قادیانی انرجی کام کر رہی ہے چنانچہ ہفت روزہ "تکبیر" کراچی کی ۵۔۱۱ اکتوبر ۱۹۸۴ء کی اشاعت کے ص ۲۶ پہ شائع شدہ مولانا اللہ یار ارشد کے انٹرویو سے ہمارے اس موقف کی تائید ہوتی ہے۔

چنانچہ نمائندہ تکبیر، فاروق عادل صاحب لکھتے ہیں:۔

"اندرا گاندھی نے قادیانیوں کو کچھ لائنیں دی تھیں۔ جن کی روشنی میں یہ سازش تیار کی گئی۔ سازش کے دو بنیادی ہدف ہیں۔ پہلا محرم الحرام میں شیعہ سنی فسادات برپا کرنا ہے۔ اور دوسرا فسادات کی آگ بھڑکا کر حالات کو مسلسل خراب کرکے بیرونی مداخلت کی راہ ہموار کرنا ہے اس سازش میں قادیانیوں کے علاوہ کمیونسٹ بھی مرکزی کردار ادا کریں گے.........

تفصیلات کے مطابق ابتدائی ہدف پر عمل درآمد کرانے کے لئے قادیانیوں نے ایک ارب ۲۰ کروڑ ۹۶ لاکھ ۶۸ ہزار ترا‌سی روپے چراسی پیسے کے سالانہ بجٹ ۸۵۔۱۹۸۴ء میں سے ایک خطیر رقم شیعہ سنی فسادات کے لئے مختص کی ہے۔ حکمت عملی یہ طے کی گئی ہے۔ کہ پہلے مرحلہ میں ذاکرین کرام اور خطیب حضرات کو ٹارگٹ بنا کر ان پر کام کیا جائے گا اور ان کی کمزوریاں تلاش کی جائیں گی۔ اگر کوئی ٹارگٹ دوستانہ ماحول میں ہی "راہ راست" پر آگیا تو درست، ورنہ انہیں بلیک میل کرکے ان سے اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کرائی جائے گی۔ اس ضمن میں تقریباً ۳۶ لاکھ روپے کی رقوم کی تفصیلات مل سکی ہیں۔ جن کے مطابق ضلع فیصل آباد میں دو لاکھ ۱۸ ہزار پانچ سو اٹھارہ روپے ضلع سرگودہا میں ایک لاکھ، ۶ ہزار ۶ سو پچیس روپے بذریعہ ظفر بک ڈپو اردو بازار لاہور میں ۶ لاکھ اکتیس ہزار ۹ سو روپے، بذریعہ کار دو اقساط میں مسٹر حمید نصر اللہ کو ارسال کئے گئے جبکہ اسلام آباد میں ایک لاکھ ۶۰ ہزار آٹھ سو ۳۹ روپے، ضلع راولپنڈی میں دو لاکھ ستانوے ہزار ۵ سو بیس روپے، کراچی کو ۱۰ لاکھ بائیس ہزار ۶ سو انیس روپے، حیدر آباد کو ۳ لاکھ ۲۲ ہزار ۹ سو ۱۶ روپے، اور ساہیوال کو ۵۴ ہزار ۸۴ روپے ارسال کئے گئے۔ بقیہ رقوم کی تفصیلات معلوم نہیں ہو سکیں"

ان تفصیلات اور شواہد کے بعد واضح ہو جاتا ہے کہ فرقہ واریت کے نام پہ قادیانی اور سامراجی آلہ کار ملک وملت کو نقصان پہنچانے کے درپے ہیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ایسے شرپسند عناصر کو جو چند ٹکوں کے عوض ملک کو اکھاڑا بنا رہے ہیں، چن چن کر ایسی کڑی سزائیں دی جائیں کہ پھر کسی کو اس قسم کی گھناؤنی حرکت کی جسارت نہ ہو سکے۔ کیونکہ پاکستانی عوام کا مسلکی اور گروہی اختلافات میں گھر جانا انتہائی افسوسناک اور نہایت تشویشناک امر ہے۔ جو پاکستان کے حق میں کسی صورت نیک فال ثابت نہیں ہو سکتا۔

اس لئے اس صورت حال کے پیش نظر قوم وملک کے بہی خواہوں کو چاہئے کہ سر جوڑ کر بیٹھیں اور ملک کو تباہی سے بچانے کے لئے کوئی ایسا لائحہ عمل تجویز فرمادیں جو اتحاد و یکجہتی اور صلح و آشتی کے تقاضوں کو احسن طور پہ پورا کرتا ہو۔

اگر اس میں تاخیر سے کام لیا گیا تو قادیانی اور کمیونسٹ موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے عزائم کو عملی جامہ پہنانے میں کوتاہی نہیں کریں گے۔

قادیانی عقائد منظوم

حضرت مولانا مشتاق احمد صاحب چرتھاولیؒ مولف نصاب جدید

مرزا غلام احمد ـــــ قادیانی ـــــ کی زندگی میں علمائے اسلام نے قابل آفرین جدوجہد سے مکائد مرزائیہ کی قلعی کھول کر مسلمانوں کو اس بڑی مصیبت سے نجات دلائی تھی۔ لیکن اس کے مرنے کے بعد مرزائیوں نے مختلف جماعتوں میں ہوکر اس قدر شور و شر پھیلایا کہ علماء کو از سر نو ان کی سرکوبی کی ضرورت محسوس ہوئی۔ خصوصاً محمد علی ایم اے اور کمال الدین لاہوری نے مرزا کے دعویٰ نبوت کی تاویل کرکے قوم کی بدگمانی دُور کرنے اور اشاعت مرزائیت کے لئے خود مسلمانوں ہی سے امداد حاصل کرنے میں ایسی چالاکی و ابلہ فریبی سے کام لیا کہ علماء کی مشکلات میں چند در چند اضافہ ہوگیا۔ مگر خدا تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ علماء ربانی نے اس چالاک جماعت کی مکاریوں کا راز فاش کرنے میں پوری مستعدی سے کام لیا اور مرزائی دعویٰ نبوت سے تاویلوں کا پردہ اٹھا کر لاہوری مرزائیوں کی تمام کوششوں پر پانی پھیر دیا۔ اور دراصل اس چالاک جماعت کی تردید میں یہ طریقہ نہایت مؤثر ثابت ہوا ہے کہ مرزا غلام احمد کے باطل دعوؤں کو بیان کرکے تمام مرزائیوں کا کفر مسلمانوں پر ظاہر کردیا جائے۔ چنانچہ جناب مولانا مولوی مشتاق احمد صاحب چرتھاولی نے مرزائی عقائد کو سلیس اُردو میں نظم کردیا ہے تاکہ معمولی سمجھ کا مسلمان بھی مرزا غلام احمد کو کذاب اور اُس کے تمام مریدوں کو مرتد و خارج از اسلام یقین کرنے میں تامل نہ کرے اور اس چالاک جماعت کے فتنہ سے محفوظ رہے۔ درج ذیل "عقائد قادیانی منظوم" کئی سال قبل مکتبہ دار التبلیغ دیوبند (یوپی) نے شائع کیا تھا ہم افادہ عام کے لئے اسے ختم نبوت کے ان کالموں میں شائع کرنیکی سعادت حاصل کررہے ہیں۔ (مدیر)

واللہ الہادی

مندرجہ ذیل کتابوں سے قادیانی عقائد نقل کئے گئے ہیں:

حقیقۃ الوحی، ازالہ اوہام، اعجاز احمدی، دافع البلاء، نزول المسیح اربعین ۳:۴ ، ضمیمہ تحفہ گولڑویہ، مکتوبات احمدیہ، کتاب البریہ، البشریٰ، آئینہ کمالات اسلام، کرامات الصادقین، منارۃ المسیح، اعجاز المسیح، اخبار بدر۔ مارچ ۱۹۰۰ء۔

عقائد قادیانی منظوم

ہوا کیسی بے رُخ خدایا چلی ہے
کہ پژمردہ ہر اک چمن کی کلی ہے
یہ ہر سمت کیسی پڑی کھلبلی ہے
کہ ہر فرد کو قوم کے بیکلی ہے

نہ ہے چین دن کو نہ شب کو ہے آرام
پریشان رہتے ہیں اب اہلِ اسلام

ہدایت نے دنیا سے باندھا ہے بستر
کھلے ہیں جابجا ضلالت کے دفتر
بنایا ہے اب اہل مطلب کو لیڈر
جو ہیں راہزن ان کو سمجھا ہے رہبر

قیامت کے سارے کھلے ہیں یہ آثار
ہے اب اہلِ اسلام کو جینا دشوار

عقائد میں پھیلی ہوئی ابتری ہے
کوئی اہلِ قرآں کوئی نیچری ہے
سلف سے انہیں دعویٔ ہمسری ہے
نئی بات کہنے میں ہر اک جری ہے

نہ کچھ حق و باطل کا معیار ہے اب
ہر اک اپنے مذہب کا مختار ہے اب

مٹی شرم و غیرت ہوا دین برباد
جسے دیکھئے ہے وہ مذہب سے آزاد
خودی کا سبق ایسا ازبر کیا یاد
کہ بن بیٹھے ہیں آپ ہی اپنے استاد

سمائی دماغوں میں ماڈرنی ہے
زمانہ میں پھیلی نئی روشنی ہے

ہوا ان کے نزدیک قرآن بے کار
پرانی ہوئیں سب احادیث و اخبار
ہے فتنہ کا اب ہر طرف گرم بازار
نئے دین کے سب ہوئے ہیں خریدار

یہی ہے تمنا یہی آرزو ہے
نئے دین کی رات دن جستجو ہے

ہے اک فرقہ پنجاب میں قادیانی
سنو اب ذرا مجھ سے اس کی کہانی
ہے مرزا غلام اس جماعت کا بانی
ضلالت میں جس کا نہیں کوئی ثانی

رکھا کفر کا نام اسلام اس نے
کیا قوم کو خوب بدنام اس نے

مشیخت سے چلے مجدد بنا وہ
کچھ ایام گذرے تو مہدی ہوا وہ
مسیحا پھر اپنے کو کہنے لگا وہ
غرض جو چلا چال الٹی چلا وہ

نیا دین تھا اس کا مذہب جدا تھا
نہ تھی شرم اس کو نہ خوفِ خدا تھا

امامِ زماں و مسیحائے موعود
مجددِ صدی کا و مہدیٔ مسعود
تھا ملعون دنیا کا عقبیٰ کا مردود
غرض سارے اوصاف تھے اس میں موجود

کہوں کیا میں تم سے کہ کیا کیا بنا وہ
تھا بندہ خدا کا خدا بن گیا وہ

کبھی ابن مریم سے خود کو بڑھایا
کبھی سارے نبیوں سے افضل بتایا
عجب خبط تھا اس کے دل میں سمایا
سماں جیسا دیکھا وہی راگ گایا

نیا رخ ہمیشہ بدلتا رہا وہ
نئی سے نئی چال چلتا رہا وہ

بچھایا عجب مکر کا جال اس نے
کیا دینِ احمد کو پامال اس نے
کی تجدید دعویٰ کی ہر سال اس نے
بنایا برا قوم کا حال اس نے

نہ تھا خوف عقبیٰ کے سود و زیاں کا
فقط دھن تھی یہ ہو نبی قادیاں کا

لکھا کرتے تھے عیسیٰ کے ناپاک اطوار
تھی ماں اور نانی بھی اس کی زناکار
شرارت میں مرزا سے شیطاں گیا ہار
مگر یہ نہ ہرگز ہوا اس سے بیزار

نبی پر یہ تہمت غضب ہے خدا کا
مزہ خوب چکھے گا اس کی سزا کا

بڑا بے ادب ہے بہت بے حیا ہے
ہر ایک بات اس کی سلف سے جدا ہے
بھلا ایسی جرأت کی کیا انتہا ہے!
حقیقت میں یہ صاف دعویٰ کیا ہے

کہ جو جام ہر اک نبی کو ملا تھا
خدا نے وہ پورا مجھے دیدیا تھا

کہا جتنے گذرے ہیں پیر و پیمبر
امام و ولی پیشوا اور رہبر
ہوئے گدلے اُن سب کے پانی سراسر
کبھی میرا چشمہ نہ ہوگا مکدّر

مجدّد نبی برگزیدہ ہوں مرسل
بنایا خدا نے مجھے سب سے افضل

مرا رتبہ ہے سب سے بالا و برتر
میں ہوں سارے نبیوں کا سالار و افسر
کئی تخت اترے سماں سے زمیں پر
مرا تخت لیکن بچھا سب سے اُوپر

میں ختم الرسل اشرف الانبیاء ہوں
مرے نور سے سب میں نورِ خدا ہوں

میں ہوں باعثِ خلق و ایجادِ عالم
بدولت مرے ہوئی تخلیقِ آدم
جہاں میں جو موجود ہے خشک اور نم
زمین و آسماں اور عرشِ معظّم

مرے ہی سبب سے یہ پیدا ہوئے ہیں
مکین و مکاں سب ہویدا ہوئے ہیں

یہ دنیا میں جتنے شجر اور حجر ہیں
گل و خار جو کچھ کہ پیشِ نظر ہیں
درخشاں ستارے ہیں شمس و قمر ہیں
یہ سب میرے ہی نور سے جلوہ گر ہیں

اگر میں نہ ہوتا خدائی نہ ہوتی
خدا کی یہ جلوہ نمائی نہ ہوتی

مری ذات پر امرِ کن کا کھلا راز
مجھی سے ہے ہر شے کا انجام و آغاز
خدا کی میں ہر آن سنتا ہوں آواز
ہے میرے سے ہر کام کا ساز و پرداز

ارادہ مرا ہے خدا کا ارادہ
ہے سب علم میں میرے کم اور زیادہ

خدا نے مجھے بیٹا کہہ کر پکارا
برابر کا ساجھی پھر اپنا بنایا
یقیں جان اس میں نہیں شک ہے اصلاً
جو منکر ہے میرا وہ منکر خدا کا

خدا بھی ہوں میں اور ابن خدا بھی
ہمیشہ ہوں پیوستہ اس سے جدا بھی

کہا اس نے اک دن ہوا مجھ پہ الہام
خدا کی طرف سے کہ اے نیک انجام
مبارک ہو تجھ کو ہمارا یہ پیغام
تو ہے مجھ سے میں تجھ سے پاتا ہوں آرام

اَحَد اور صَمَد میں ہوں توحید تو ہے
میں فرد یگانہ ہوں تفرید تو ہے

بڑھی اس کی آخر یہاں تک دلیری
کہی بات وہ جو نہ ہم نے سنی تھی
ہے ہر شے تو تسبیح کرتی خدا کی
خدا عرش پر حمد کرتا ہے میری

جہاں کے لئے میں سراپا ہوں رحمت
تمام انبیاء نے دی میری بشارت

جو القاب خیر الوریٰ کے تھے شایاں
کئے اس نے سب ذات پر اپنی چسپاں
نہ پاس ادب تھا نہ کچھ پاس ایماں
یہ طالب تھا شہرت کا اور بندۂ ناں

کہے سخت الفاظ حضرت کی شان میں
نہ گستاخ ایسا ہوا ہے جہان میں

کہا کافروں نے رسولِ خدا سے
کہ دعویٰ میں اپنے اگر تم ہو سچے
دکھاؤ ہمیں چاند کے ٹکڑے کرکے
تو ہم تابع ہو جائیں گے سب تمہارے

تمہاری رسالت کا یہ امتحاں ہے
نہیں اس میں گنجائش این و آں ہے

کیا انگلی کا جب نبیؐ نے اشارہ
طرف چاند کے ہوگیا وہ دو پارہ
جو قدرت خدا کی ہوئی آشکارا
تو کفار نے اس کو جادو بتایا

اسی معجزے کا ہے شق القمر، نام
جسے دل سے ہیں مانتے اہلِ اسلام

سنو اب کہ مرزا کی بکواس کیا ہے؟
کھلے معجزے کو وہ کیا لکھ رہا ہے؟
گہن تھا نہیں چاند ہرگز پھٹا ہے
قصیدہ میں یہ صاف بتلا دیا ہے

گہن نام رکھا ہے شق القمر کا
گھٹاتا ہے رتبہ یہ خیر البشر کا

کہا یہ کہ اس کے لئے کیا ہوا تھا؟
فقط چاند ہی کو گہن لگ گیا تھا
مگر مجھ پہ دو چند ہے فضل رب کا
ہوئے دو گہن چاند و سورج کے پیدا

نبوت کا میری ہوا صاف اظہار
کیا اب بھی باقی تمہیں عذر و انکار؟

ہوئی تھی جو معراج حضرت کو اک شب
مع جسم اطہر گئے تھے سوئے رب
ملا تھا نہ پہلے کسی کو جو منصب
تھے اس کے لئے آپ اولیٰ و انسب

احادیث و قرآں میں یہ سب عیاں ہے
ہر اک واقعہ کا مفصل بیاں ہے

مگر بکتا ہے میر زاہد طبیعت
شب و روز اس پر خدا کی ہو لعنت
تھی معراج کیا کشف تھا درحقیقت
ہوئے ہیں مجھے کشف ایسے بکثرت

میں اس کشف میں صاحب تجربہ ہوں
یہ ہے آپ بیتی جو میں کہہ رہا ہوں

ہے اللہ کی مجھ پہ ہر دم عنایت
نوازش کی اس کی نہیں حد و غایت
اترتی ہے وحی اس کی ہر ایک ساعت
نہیں ہے احادیث کی مجھ کو حاجت

میں بے مثل و زندہ سے لیتا ہوں امداد
روایت سے مردوں کی تم سب ہو دلشاد

جو آتی ہے وحی خدا مجھ پہ ہر آں
وہ بے مثل توریت و انجیل و قرآں
یقیں ہے مرا اس پہ اور ہے یہ ایماں
کہ اصلاً نہیں کذب کا اس میں امکاں

ہے ترکِ احادیث آساں و لیکن
یقیں کو میں چھوڑوں نہیں ہے یہ ممکن

احادیث کا ہے جو موجود انبار
ہے دراصل کذب و بناوٹ کا طومار
رطب اور یابس کی ہے اس میں بھرمار
سمجھتا ہوں میں اس ذخیرے کو بیکار

ہو بے واسطہ مجھ پہ جب حق کا الہام
تو جھوٹی حدیثوں سے کیا پھر مجھے کام؟

میں آیا ہوں بن کر حَکَم اور مامور
نہیں ہوں حدیثوں کے لینے پہ مجبور
خصوصاً جو ہو مدعا سے مرے دور
کسی طرح مجھ کو نہیں ہے وہ منظور

حدیثوں کے لینے میں مختار ہوں میں
جسے چاہوں پھینکوں جسے چاہوں لوں میں

دکھائی پھر اُس نے یہ اپنی سفاہت
غلام ہو کے آقا پہ دی یوں فضیلت
کہ جن معجزوں کی ہے سچی روایت
صحابہ نے بھی دی ہے ان کی شہادت

حدیثوں میں وہ صرف سی صدعیاں ہیں
ولیکن مرے پاس سے رکھ نشاں ہیں

نہ سمجھایا حضرت نے ہے کون دجال
بتایا نہ یاجوج و ماجوج کا حال
چلے گا زمیں کا وہ کیا جانور چال
نہ واضح کیا یہ رہا اس میں اجمال

غرض آج تک تھے یہ الفاظ مجمل
حقیقت کھلی ان کی مجھ پر مفصل

صحابی جو تھے ابن مسعود ذیشاں
بتایا انہیں ایک معمولی انساں
کشادہ بنایا تھا ایسا گریباں
کہ رکھتا تھا وہ سو جبیں اسمیں پنہاں

غبی اس کے نزدیک تھے ابوہریرہؓ
ہے جن کی روایت کا دنیا میں شہرہ

سنو اس سے بھی طرفہ تر ماجرا تم
کہ سننے سے جس کے ہو عقل و خرد گم
مچایا تھا دنیا میں جس نے تلاطم
ہلا تھا جہاں جس سے تا چرخ ہفتم

جو کچھ بھید کھلنے سے باقی رہا تھا
وہ اس واقعہ نے عیاں کر دیا تھا

کہا پیدا ہوگا میرے ایک فرزند
جو ہوگا ذہین و ذکی و خردمند
ولادت سے اس کی جہاں ہوگا خورسند
کرے گا وہ رنج و مصیبت کے دربند

بشیر عمنوائل ہے نام اُس کا
بہت ہوگا دُنیا میں اکرام اُس کا

وہ ہے پیاری اور موہنی شکل والا
کہ ہے نور کے گویا سانچے میں ڈھالا
وہ اوصاف میں اپنے ہوگا نرالا
زمانہ میں پھیلے گا اُس سے اُجالا

بہت جلد نشوونما پائے گا وہ
عجب شان دُنیا کو دکھلائے گا وہ

زمیں کو کناروں میں مشہور ہوگا
جہاں فیض سے اس کے معمور ہوگا
وہ سب ظلمتوں کے لئے نور ہوگا
وہ علم اور حکمت سے بھرپور ہوگا

اسے دیکھ کر بول اٹھوگے زباں سے
کہ گویا ہے اترا خدا آسماں سے

فیوض اس کے ہر چار سمت ہونگے جاری
کٹھن مشکلیں ہوں گی آسان ساری
اسیروں کو مل جائے گی رستگاری
کرے گا غریبوں کی وہ دستیاری

وہ باعظمت و شوکت و جاہ ہوگا
وہ شاہان عالم کا بھی شاہ ہوگا

ہوا جب وہ مولود موعود پیدا
مریدوں کو مرزا نے مژدہ سنایا
روانہ کئے تار و خط اس نے ہر جا
کیا آن کی آن میں خوب چرچا

کیا تھا بڑی دھوم سے پھر عقیقہ
نہ رکھا تکلف میں باقی دقیقہ

مگر ایسے لڑکے نے کی بیوفائی
دیا جلد مرزا کو داغ جدائی
بہت سر پٹکتے رہے باپ بھائی
ملی موت سے پر نہ اُس کو رہائی

نہ ہاتھ آیا مرزا کو جز رنج و حسرت
ملی خاک میں اس کی ساری نبوت

مرا نظم لکھنے سے یہ مُدعا تھا
کہ دجّال جو قادیاں میں ہوا تھا
غضب آہ ظالم نے کیسا کیا تھا
کہ حضرت محمدؐ سے افضل بنا تھا

ہیں سب مکر و فن اس کے تم کو بتاؤں
جو چالیں چلی ہیں وہ سب کہہ سناؤں

ہُوا مختصر حال اس کا بیاں سب
سنائی تمہیں کفر کی داستاں سب
یہ مشتے نمونہ ہے ورنہ کہاں سب
سمائے نہ دفتر میں گر ہو بیاں سب

بکی عمر بھر ایسی بکواس اُس نے
کہ دین کا کیا ستیاناس اُس نے

لگا تا تھا مسلم کے ہر آن وہ نیش
کبھی دیکھتا ہی نہ تھا کچھ پس و پیش
بچا کوئی عالم نہ صُوفی نہ درویش
کہ مرزا نے اس کا کیا ہو نہ دل ریش

بہت عالموں کا دل اُس نے دُکھایا
بہت پیشوایانِ دیں کو ستایا

محمدؐ ہیں سچے نبی اور مرسل
ہُوا ہے نہ ہوگا کوئی ان سے افضل
جو ہم رُتبہ اُن کا بنے کوئی اجہل
نہایت کمینہ ہے وہ اور ارذل

میں ایسے کمینہ سے رکھتا ہوں نفرت
ہمیشہ کیا کرتا ہُوں اس پہ لعنت

ذرا آپ انصاف کیجئے خدارا
نبیؐ کی ہو توہین کیسے گوارا
ہے ان کی شفاعت کا ہم کو سہارا
گر اوراضی باشد غمے نیست مارا

کیا ہوگا دل جس نے حضرت کا ناشاد
کرے گا خدا اس کو عقبےٰ میں برباد

نبیؐ کی رضا کا طلب گار ہُوں میں
دل وجاں سے اُس کا خریدار ہُوں میں
شراب محبت سے سرشار ہُوں میں
جو ہو بے ادب اُس سے بیزار ہُوں میں

ہے عشق محمدؐ مرے دل میں بیحد
سراپا بنا ہُوں میں مشتاق احمدؐ

جو احباب ہیں کُل اصاغر اکابر
مرا حال اُن پہ ہے ظاہر و باہر
کہ شعر و سخن میں نہیں ہوں میں ماہر
نہ منشی ہُوں میں اور نہ ہُوں کوئی شاعر

نہ عالم نہ فاضل نہ پیر و ولی ہُوں
میں اِک طالب علم چہر تھا ولی ہُوں

بقیہ۔ خصائل نبوت

نماز کا حساب ہوگا۔ حق تعالیٰ شانہٗ فرشتوں سے ارشاد فرمائیں گے کہ میرے بندے کی نماز کو دیکھو پوری ہے یا ناقص۔ اگر وہ پوری ہوتی ہے تو جائزے میں پوری لکھ دی جائے گی اور اگر ناقص ہو گی تو ارشاد ہوگا کہ دیکھو اس کے لیے کچھ نوافل بھی ہیں یا نہیں اگر نوافل ہوتی ہیں تو ان سے فرائض کی تکمیل کر دی جاتی ہے اس کے بعد پھر اسی طرح دوسری عبادات زکوٰۃ وغیرہ کا محاسبہ ہوتا ہے۔ (ابوداؤد) ہم لوگوں کے فرائض جیسے ادا ہوتے ہیں وہ ہمیں بھی معلوم ہیں ایسی صورت میں کیا ضروری نہیں کہ نفلی عبادات نماز کے قبیلہ سے ہوں یا صداقت کے یا اور دوسری عبادات کے نہایت کثرت وا ہتمام اور اخلاص سے کی جائیں۔

عدالت میں پیشی کا وقت نہایت سخت ہے اور ہمارے اعمال کے دو نگران ہر وقت ہمارے ساتھ ہیں اور اسی پر بس نہیں بلکہ آدمی کے بدن کا ہر جزو اس عمل نیک یا بد کی گواہی دینے والا ہے جو اس سے صادر ہوتے ہیں۔ اسی لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ انگلیوں پر کلمہ طیبہ اور تسبیحات کو گنا کرو کہ قیامت کے دن ان انگلیوں سے بھی محاسبہ ہوگا۔ کہ اپنے اعمال بتائیں اور ان کو گویائی عطا کی جائے گی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر میرے ماں باپ قربان کہ آپ کا نمونہ ہر چیز میں ہمارے سامنے ہے۔

فتنہ انکارِ حدیث کا ایک تفصیلی جائزہ

بعثت نبویؐ اور تعمیر انسانیت

مولانا محمد اسلم شیخوپوری مدرس جامعہ بنوریہ کراچی ۱۶

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے پیشتر عالم انسانی نزع کی ہچکیاں لے رہا تھا۔ ظلم و تشدد دور دورہ تھا۔ بدی اور گمراہی کا تسلط اور اخلاقی قدریں پامال ہو رہی تھیں۔ اور انسان انسانیت کا لبادہ اتار کر بہیمیت اور درندگی کا روپ دھار چکا تھا، انسانی سسکیوں ہچکیوں اور پستیوں پر خداوند عالم نے ترس کھایا اور اس نے دانائے سُبل ختم الرُسُل مولائے کل محمد رسول اللہ کو گم کردہ راہ انسانیت کی تربیت کے لئے نبی بنا کر بھیجا۔ اور قرآن حکیم کی صورت میں آپ کو ایک نسخہ کیمیا ایک سرچشمۂ حیات ایک دستور زندگی عطا کیا۔ مگر آپ نے محض خدا کا پیغام پہنچانے پر اکتفاء نہیں کیا۔ بلکہ اس کلام بلاغت نظام کے مجملات کی اپنے مخاطبین کے سامنے تفصیل کی۔ اور اس کے مشکلات کی تیسیر، اور مبہمات کی توضیح کی۔ اور ان کے عقائد و اعمال، اخلاق و معاملات کو گمراہی اور کج روی سے بچایا کیونکہ ہر جہت اور ہمہ گیر تھی۔ اس لئے آپ کی تعلیم و تربیت کا دائرہ کار بھی ہمہ جہت اور ہمہ گیر تھا۔ عقائد کی تصحیح کے لئے بے شک علمی دلائل، محکم براہین اور فطری نظائر ان کے سامنے پیش کئے گئے۔ اور ان سے غور و تدبر کرنے کی اپیل کی گئی۔ اخلاق و معاملات کی درستگی کے لئے آپؐ کی زندگی اور سیرت کردار کو نمونہ اور مثال بنا کر ان کے سامنے پیش کیا گیا اور ان کو حکم دیا گیا کہ آپؐ ہی کی اتباع کریں۔ زندگی کی ہر جہت میں معاشرت کے ہر پہلو میں، معیشت کے ہر مسئلے میں اور معاملات کے ہر انداز میں؟ اور یقیناً اتباع اور اطاعت کا حق ادا کیا ان نفوس قدسیہ نے جو شرف صحابیت سے نوازے گئے اور جن کو سعادت میسر آئی آپ پر ایمان لانے اور آپ کی معیت و رفاقت کی۔ ان کی اطاعت ہر جہت تھی۔ ہمہ وقت تھی۔ ہمہ تن تھی۔ ان میں کا ہر ایک اپنی سب سے بڑی سعادت یہی سمجھتا تھا کہ سرور عالم کی اداؤں اور سیرت و کردار کی جھلک اس کی زندگی میں دکھائی دے اور اس کا ہر قدم آپ کے ارشادات اور ہدایات کی روشنی میں اٹھے۔ آنحضورؐ کے اولین مخاطب چونکہ زبان شناس تھے اور ادا شناس بھی۔ اس لئے وہ اس اطاعت کا مفہوم خوب سمجھتے تھے جس کا حکم ان کو بار بار دیا جاتا تھا۔ علاوہ ازیں آپ اور آپ کی احادیث کا مقام اور مرتبہ بھی ان سے مخفی نہ تھا وہ اپنے تنازعات میں آپ کو حکم ٹھہراتے تھے۔ صحابہ کی زندگی میں سے ایک مثال بھی ایسی نہیں پیش کی جا سکتی کہ انہوں نے کبھی آپ کی حدیث کو چھوڑ کر اپنی ذاتی رائے اور قیاس اور اجتہاد پر عمل کیا ہو

انکار حدیث کی ابتداء اور اس کے اسباب

احادیث نبویہ کو امت میں یہی حیثیت حاصل رہی تا آنکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے زمانۂ خلافت میں مسلمانوں کی تلواریں آپس میں ٹکرائیں اور فتنہ و فساد پھیل گیا۔ تو ابن سبا یہودی کے منافق ساتھیوں نے ——— اسلام کے خلاف سازش شروع کی۔

انہوں نے قرآن حکیم کو محرف بتلایا اور صحابہ کرام کو دشنام طرازیوں کا نشانہ بنایا اور اہل بیت رضہ کے سوا کسی بھی صحابی کی روایت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ دوسری طرف خوارج نے تحکیم (ثالثی) کو قبول کر لینے کی وجہ سے صحابہؓ کو (نعوذ باللہ) کافر قرار دیا اور ظاہر ہے کہ کافر کی روایت کیسے قبول کی جا سکتی ہے؟

اس میں شک نہیں کہ خوارج کے انتہا پسندانہ نظریات نے دین کو بے حد نقصان پہنچایا۔ مگر ان کے بارے میں معتبر تاریخی روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ یہ لوگ انتہائی راست باز غیرت مند اور بات کے پکے اور کھرے تھے۔ وقتی مصلحتیں، نفسانی خواہشیں اور ذاتی عداوتیں ان کو دروغ گوئی پر برانگیختہ نہیں کرتی تھیں۔ اس کے برعکس سبائی انتہائی درجہ کے عیار، منافق، دروغ گوئی اور کمینگی کی تمام صفات سے مالا مال تھے۔ انتہائی ڈھٹائی کے ساتھ یہ لوگ بجز چند کے تمام صحابہؓ کو فاسق، فاجر، غاصب اور مجروح قرار دیتے ہیں۔ ایسے متعصب اور غالی افراد سے خیر کی توقع کیسے رکھی جا سکتی ہے۔ پھر جب غیر مسلم اقوام کثیر تعداد میں اسلام میں داخل ہونے لگیں۔ اور ہر عقیدہ اور ہر مذہب کے لوگوں نے ایمان قبول کر لیا۔ تو ان کی وجہ سے طرح طرح کے خیالات مسلمانوں میں پھیلنے لگے اور مختلف قسم کے عقلی اعتراضات اسلام پر کئے جانے لگے۔

مسلمانوں کا ایک گروہ ان خیالات اور فلسفوں سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ اس گروہ نے ان تمام مسائل کا انکار کر دیا جو ان کی محدود عقل میں نہ سماتے تھے یا ان میں حسب منشاء تحریف اور تغیر و تبدل کر دیا۔ حشر و نشر، رؤیۃ باری تعالیٰ، پل صراط، میزان، جنت، جہنم جیسے مسلّمہ عقائد میں سے ہر ایک ان کے دست تحریف اور عقل فتنہ انگیز کا محض اس لئے نشانہ بنا کہ یہ مسائل ان کے غلط معتقدات اور فاسد خیالات کے خلاف تھے۔ یہ گروہ اسلامی تاریخ میں معتزلہ کے نام سے مشہور ہوا۔ مگر تمام برائیوں اور گمراہیوں کے باوصف یہ تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں کہ یہ لوگ اہل علم تھے۔ صاحب زبان تھے۔ عربی ادب کے اسرار و رموز سے واقف تھے اور دین سے مکمل طور پر بلکہ محض اپنے زمانہ کے فلاسفر اور عقلیت پرستوں کے خلاف عقل (بلکہ ما فوق العقل ما فوق العقل میں نے اس لئے کہا کیونکہ جو مسائل اور عقائد انسان کی محدود عقل میں نہ سما سکیں انہیں ہم زیادہ سے زیادہ ما فوق العقل ہی قرار دے سکتے ہیں ان کو خلاف عقل کہنا کسی طرح بھی درست نہ ہوگا) مسائل کا انکار یا ان کی حسب تقاضائے عقل تاویلیں کرتے تھے۔ اسی لئے انہوں نے کبھی بھی احادیث کو نشانہ تضحیک نہیں بنایا اور نہ ہی جماعت صحابہؓ اور تابعینؒ اور محدثینؒ پر انہوں

نے پھبتیاں کسیں"

انکار حدیث کی یہ تحریک کچھ زیادہ نہ چل سکی کیونکہ وہ مسلمان زندہ تھے جنہوں نے صحابہ کا مبارک دور دیکھا تھا۔ اور جگہ جگہ علمی مراکز قائم تھے۔ مجالس علم عام تھیں۔ اور نہوائی خیالات اور اغراض پرستی نے عقلوں کو زنگ آلود نہیں کیا تھا۔ علاوہ ازیں متعدد نامور اہل علم اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے ان نام نہاد عقلیت پرستوں کے دام ہمرنگ زمین کا تار بکھیر کر رکھ دیا۔

متقدمین میں سے جن لوگوں نے اس موضوع پر خامہ فرسائی کی ہے ان میں سے امام شافعیؒ، امام احمدؒ، امام غزالیؒ، ابن حزمؒ اور حافظ سیوطیؒ کے اسماء گرامی خاص طور پر قابل ذکر اور باعث فخر ہیں۔ حقیقت میں اس فتنہ کی پیشین گوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت پہلے فرمائی تھی۔

لا الفين احدكم متكئا على اريكته ياتيه الامر من امري مما امرت به او نهيت عنه فيقول لا ادري ما وجدنا في كتاب الله اتبعناه "

(ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

میں تم میں سے کسی کو اپنی مسند پر سہارا لگائے ہوئے (اس حالت میں) نہ پاؤں کہ جب میرا حکم اس کے پاس پہنچے جس میں کسی کام کے کرنے کو میں نے کہا ہے یا کسی کام سے روکا ہو (مگر) یہ کہے کہ میں نہیں جانتا کہ یہ کیا حکم ہے ہم تو جو قرآن میں پائیں گے فقط اس کی پیروی کریں گے

تیسری صدی تک اس فتنے کا زور ٹوٹ چکا تھا۔ علماء کی انتھک کوششوں، محدثین کی شبانہ روز تحقیق اور جستجو اور منکرین حدیث کے خام نظریات اور غیر سنجیدہ دلائل نے اس فتنے کو اپنی موت آپ مرنے پر مجبور کر دیا۔ پھر صدیوں تک کامل سکوت اور اطمینان رہا۔ تا آنکہ تیرھویں صدی ہجری میں مستشرقین نے اسلامی عقائد اور مآخذ اور مراجع کو اپنی تحقیق انیق کا تختہ مشق بنایا۔ اور سائنٹیفک ریسرچ کے نام سے مختلف موضوعات پر کافی تعداد میں کتابیں تصنیف کیں تو اس فتنے کو نئی زندگی مل گئی۔

یہ مستشرقین حقیقت میں مسلمانوں سے انتقام لینا چاہتے تھے۔ صلیبی جنگوں میں رسوا کن شکست اور پسپائی اور مسلمانوں کے جذبہ جہاد، شوکت و عظمت اور قوت و ہیبت کی وجہ سے انتقام کی کوئی صورت انہیں نظر نہ آئی۔ بجز اس کے کہ اسلامی شخصیات

مطعون کیا جائے۔ اور دینی عقائد کے بارے میں مسلمانوں کے یقین اور اعتماد کو متزلزل کیا جائے۔ اور وہ اپنی اس مذموم کوشش میں کسی حد تک کامیاب ہو گئے۔ مغلوب اور مفتوح مسلمان قوم کے بعض افراد اپنے حکمرانوں کے ہم نسب مصنفین کی تحقیقات سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور مختلف اسلامی ممالک میں بعض تجدد پسند حضرات نے مستشرقین کی ہمنوائی کی۔ متحدہ ہندوستان میں تحریک استشراق کا خیر مقدم کرنے والے سر سید احمد خان اور مولوی چراغ علی تھے۔ انہوں نے سرزمین ہند میں انکار حدیث کا بیج بویا اور ایسی کتابیں تصنیف کیں جن کے لفظ لفظ سے غلامانہ ذہنیت کی بو آتی تھی۔ پھر عبداللہ چکڑالوی نے اسے سہارا دیا۔ اس کے بعد مولوی احمد دین امرتسری نے اسے مزید ترقی دی۔ پھر اسلم جیراج پوری نے اس تحریک کا علم اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور جہاں تک جا سکتا تھا گیا۔ اس کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی اٹھا۔ احادیث تو کیا وہ حریم نبوتؐ تک نقب زنی سے باز نہ آیا۔

بالآخر ان سب ضلالتوں، خرافات اور کج ادائیوں کا وارث چوہدری غلام احمد ٹھہرا۔ اسے کچھ زندگی بھی لمبی مل گئی۔ خام مال علیہ پہلے سے موجود تھا جادو طراز قلم، حالات موافق اور ذہن نارسا تھا۔ یوں ضلالت و گمراہی کی پوری کی پوری عمارت اس نے کھڑی کر دی۔ موجودہ دور میں انکار حدیث کے علمبرداروں میں سے ایک عمر احمد عثمانی بھی ہے۔ موجودہ دور میں احادیث کو ناقابل اعتبار ٹھہرانے کے لئے جدت طرازی سے کام لیا ہے۔ پرانے اور نئے منکرین حدیث میں بعض وجوہ میں مماثلت اور بعض میں مغائرت ہے۔ ہمارا روئے سخن دور حاضر کے منکرین کی طرف ہے۔ اس لئے ہم قدرے تفصیل کے ساتھ ان اسباب پر روشنی ڈالیں گے۔ جنہوں نے ان کو انکار حدیث پر برانگیختہ کیا۔ اس کے بعد ہم اُن کے مخصوص طریقہ کار کا بھی جائزہ لیں گے۔

وجوہ و اسباب

دور حاضر میں انکار حدیث کے چند ایک اسباب یہ ہیں!

۱۔ جہالت و کم علمی۔ منکرین کا علمی مطالعہ بہت محدود اور معلومات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ کتب احادیث کو بالاستیعاب دیکھنے کی سعادت ان کو کم ہی میسر آتی ہے۔ اسماء الرجال، اسناد حدیث اور مصطلح الحدیث جیسے بلند پایہ علوم سے یہ قطعاً نابلد ہیں۔ حدیث پر ان کے اعتراضات بیشتر کم علمی اور جہالت پر مبنی ہیں۔ آپ نے ان کا یہ مشہور اعتراض تو سنا ہوگا۔ جس کے ذریعے سے بھولے بھالے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے فرمایا۔ کہ میں نے چھ لاکھ احادیث میں سے صرف نو ہزار کو صحیح احادیث کی حیثیت سے منتخب کیا۔ یہاں وہ ایک اشکال تو یہ پیش کرتے ہیں کہ اتنی زیادہ احادیث کہاں سے آگئیں۔ دوسرا یہ کہ اگر صرف نو ہزار احادیث صحیح ہیں تو باقی پانچ لاکھ اکانوے ہزار احادیث گویا ضعیف، ناقابل اعتبار، موضوع اور جھوٹے واقعات پر مبنی ہوں گی۔

یہاں منکرین نے تین جہالتوں کا ثبوت دیا ہے۔ ایک یہ کہ ان کو احادیث کی گنتی کے اصول کا علم نہیں۔ دوسرے یہ کہ امام بخاریؒ کے اپنی کتاب میں صحیح احادیث کے انتخاب سے قطعاً یہ بات لازم نہیں آتی کہ بقیہ احادیث ضعیف ہوں۔ تیسری جہالت یہ ہے کہ صحیح کی تعریف اور حقیقت ان کو قطعاً معلوم نہیں۔ آئندہ صفحات میں ہم انشاء اللہ ان کے اس اعتراض کا تفصیلی جائزہ پیش کریں گے۔

۲۔ منافقت۔ رسول اکرم ﷺ کے خلاف ان کی غیض و غضب سے مزین تصانیف اور اکابر امت پر ان کی دشنام طرازیوں سے یہ نتیجہ نکالنا مشکل نہیں کہ ان کے دلوں میں اسلام کے خلاف کدورت اور بغض و عناد جاگزین ہے۔ اور ان کا دعویٰ ایمان سراسر منافقت پر مبنی ہے

۳۔ تن آسانی پسندی اور آزاد خیالی۔ اسلام انسانی زندگی کو جن حدود و قیود کا پابند بنانا چاہتا ہے ان سے چھٹکارا انکار حدیث کے بغیر ناممکن ہے۔ ظاہر ہے۔ یہ پنجوقتہ نمازیں۔ یہ سالانہ روزے، یہ زکوٰۃ، یہ عُشر، اور صدقات کا ایک مرتب نظام۔ یہ حج پُر از مشقت سفر۔ اور قربانی۔ دینی زندگی کا یہ مربوط نظام احادیث ہی نے تو ترتیب دیا ہے پھر معاملات میں حلال و حرام کی تمیز، جائز و ناجائز کی پہچان، یہ زن و شوہر کے حقوق یہ پردہ۔ اور عفت و عصمت کے مضبوط اصول یہ پاکی ناپاکی کے مسائل، یہ معاش اور معاشرت، تجارت اور سیاست کے بارے میں بعض ہدایات۔ یہ سب کچھ ہمیں اُسوۂ حسنہ کی پیروی ہی سے تو ملا ہے۔ اغراض کے وہ بندے اور حرص و آز کے وہ غلام جو اباحیت مطلقہ چاہتے ہیں۔ وہ ان قیودات کا تحمل کیسے کر سکتے ہیں۔ ان کا تن آسانی پسند اور دلدادۂ عشرت مزاج اور ان کی آزاد خیالی ان پابندیوں کی ہرگز روادار نہیں۔ مگر وہ مسلمان بھی رہنا چاہتے ہیں، اسلام کو چھوڑ کر مسلمان رہنے کا بہترین نسخہ انہوں نے یہ سوچا ہے کہ احادیث کو اوہام

وخرافات کا انبار قرار دے کر قرآنی اصطلاحات میں من مانی تاویلات کرلی جائیں۔

۴۔ تشتت وافتراق:۔ بعض مجتہدین کا خیال یہ ہے کہ امت کے باہمی اختلاف اور افتراق کا سبب احادیث ہیں۔ اگر احادیث نہ ہوں تو یکا یک ساری کی ساری امت یک جان دو قالب ہو جائے گی۔ لہٰذا یہ حضرات پوری نیک نیتی کے ساتھ احادیث کے دفتر ہائے کتب کو سپرد آتش کردینا چاہتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ انتشار امت کا سبب احادیث نہیں بلکہ ترک احادیث ہے، پہلی امتوں میں بھی افتراق وانتشار اسی وقت رونما ہوا جب انہوں نے انبیاء کرام علیہم السلام کی سنتوں کو چھوڑ دیا، اور اس امت میں بھی خوارج، شیعہ، معتزلہ، مرجئہ، جہمیہ، قادیانی، پرویزی۔ احادیث ہی سے اعراض واغماض کی وجہ سے نمودار ہوئے۔ صاف بات یہ ہے کہ فرقہ بندی کا باعث نہ قرآن ہے نہ احادیث، بلکہ وہ عقل ہے جو صرف اپنے اجتماع پر مذہب کا نقشہ تیار کرنا چاہتی ہے، وہ خواہشات ہیں جن کی غلامی انسان نے اختیار کررکھی ہے، وہ اغراض ہیں جو ہر جائز وناجائز پر انسان کو مجبور کر دیتے ہیں۔ یورپ کی وہ اندھی تقلید ہے جس نے ہم سے کھرے اور کھوٹے کی پہچان کی صلاحیت چھین لی ہے۔

۵۔ مستشرقین پر بے جا اعتماد:۔ انکار حدیث کا پانچواں سبب یورپی مستشرقین کی تحقیقات پر بے جا اعتماد ہے۔ بلکہ منکرین کا سارا اعتماد ہی ان ہی غارت گروں کی تالیفات پر ہے۔ ان میں سے اکثر اصلی ماخذ، مراجع سے قطعاً نابلد ہیں۔ اور ان کا مبلغ علم انگریزی تراجم اور یورپین مصنفین کی تالیفات ہیں۔ حالانکہ یورپی مصنفین نے اپنی مؤلفات میں جس بددیانتی اور بغض وعناد کا ثبوت دیا ہے وہ اب کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔

۶۔ مرعوبیت:۔ یورپ کی سائنسی ایجادات اور مادی ترقی سے مرعوبیت بھی انکار حدیث کا ایک بڑا سبب ہے، ہم جدید انکشافات اور تحقیقات سے استفادہ کو معیوب نہیں گردانتے۔ مگر ان سے اس درجہ مرعوب ہو جانا کہ یورپ سے برآمد نظریہ اور ہر عقیدہ کو الہامی خیال کرلینا اور اس کے مطابق دین اسلام میں قطع وبرید اور تحریف کر دینا کہاں کی شرافت ہے، حقیقت میں ایک طویل عرصہ تک انگریز کی غلامی نے ہمارے بعض تعلیم یافتہ حضرات کو ذہنی غلامی کا خوگر بنالیا ہے، جلتی پر تیل کا کام ہمارے نظام تعلیم نے کیا ہے، جو در اصل لارڈ میکالے کا ترتیب کردہ ہے۔ اس نظام تعلیم کے بدولت دفتروں کے کلرک، اباحیت پسند بابو اور مطلق العنان لیڈر تو بھلے پیدا ہو سکتے ہیں۔ مگر صاحب کردار اور صحیح العقیدہ مسلمانوں کا پیدا ہونا مشکل ہے۔

۷۔ قساوت قلبی:۔ بعض لوگوں کے قلوب آلودۂ معصیت ہونے کی وجہ سے اس قدر سخت اور سیاہ ہو جاتے ہیں کہ نیک باتیں بھی ان کو بری محسوس ہوتی ہیں، یہ اپنی برائیوں کو چھوڑنے پر تیار نہیں۔ اس لئے انہوں نے احادیث ہی کا انکار کردیا۔ تاکہ نہ رہے بانس اور نہ بجے بانسری! اگر ان کی قساوت قلبی اور باطنی ظلمت دور ہو تو احادیث کی اہمیت اور قدر وقیمت ان کو یقیناً محسوس ہو۔

طریق کار

منکرین حدیث اپنے فاسد خیالات کو عام لوگوں میں پھیلانے اور انہیں متاثر کرنے کے لئے مختلف دسیسہ کاریاں کرتے ہیں۔ ہم اپنی محدود معلومات اور مطالعہ کی حد تک یہاں ان کی وضاحت کرتے ہیں۔

۱۔ قرآن کی مظلومیت کی دہائی دینا پوری امت پر تغافل، بے عملی اور بدفہمی کی تہمت لگانا اور اپنے آپ کو قرآن کا ہمدرد، غمخوار اور اس کے علوم ومعارف کا ماہر وحاذق جتلانا

۲۔ قرآن وسنت کو باہم متضاد ثابت کرنا اور یہ تاثر دینا کہ سنت قرآن کی شرح نہیں ہے بلکہ اس کے صریح احکام کی نفی کرتی ہے

۳۔ قرآنی نصوص کو من مانی تاویلات اور تعبیرات کا تختہ مشق بنانا اور اسے اپنے بزعم خود غلط قیاسات اور خیالات کے تابع بنانا۔ ایسے قیاسات اور ایسی تعبیرات جن سے امت آج تک ناواقف تھی۔

۴۔ مغرب سے درآمدہ اوہام اور خرافات کو عین اسلام ثابت کرنے کے لئے ہٹ دھرمی اور سینہ زوری سے کام لینا۔

۵۔ مختلف مکتبہ ہائے فکر کے فروعی اختلافات کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنا۔ ان کو اصولی اور اساسی رنگ دینا۔ اور پھر اس بنیاد پر یہ ثابت کرنا کہ اس سارے تشتت وافتراق کی اصل وجہ احادیث ہیں۔ اگر اس دفتر پارینہ کو غرق کر دیا جائے تو کوئی اختلاف باقی نہیں رہتا۔

۶۔ بعض خوارق اور معجزات کا محض اس لئے مذاق اڑانا کہ وہ مافوق العقل ہیں اور بقول ان کے ہر وہ چیز ردی میں پھینکنے کے قابل ہے۔ جس کا احاطہ عقل انسانی نہیں کر سکتی۔ خواہ وہ

سید الانبیاء کے فرمودات ہی کیوں نہ ہوں۔

۷۔ بزرگانِ دین، اکابرِ امت اور سلفِ صالحین کے بارے میں بے پرکی اڑانا۔ ان کو تضحیک و طعن و تشنیع کا نشانہ بنانا۔ ان کے کردار و عمل پر پھبتیاں کسنا۔ اور دخاک بدہن منکرین) ان کو زر پرست اور حکومت وقت کا کاسہ لیس ثابت کرنا۔ ان کو وضاع اور کذاب قرار دینا۔ اور ہر اس الزام کا مورد ان کو ٹھہرانا جس سے ان کی حیثیت مجروح ہو اور ان کے متعلق لوگوں میں بدگمانی اور بے اعتمادی پیدا ہو۔

۸۔ اسلام کے اساسی احکام و عقائد و عبادات اور معاملات کے بارے میں تشکیک پیدا کرنا۔

۹۔ صریح عبارتوں اور نصوص میں تحریف کرنا اور ان کے معنیٰ و مراد کو غلط بیان کرنا۔

۱۰۔ حوالے نقل کرنے میں خیانت قطع و برید اور کتمان حق سے کام لینا۔ ادھوری یا سیاق و سباق سے کٹی چھٹی عبارتیں نقل کرنا۔

۱۱۔ آنحضورؐ کے خانگی زندگی کے واقعات کو نقل کرکے (نعوذ باللہ) ان پر فحش کاری اور برہنگی کا لیبل لگانا اور پھر جاہل اور کم علم لوگوں سے دہائی دینا کہ لوگو! یہ کتب احادیث کیسے قابل اعتماد ہو سکتی ہیں جبکہ انہیں سراسر فحاشی اور عریانی کی داستانوں سے بھر دیا گیا ہے۔ حالانکہ وہ خانگی واقعات منقول ہی اس لئے درج ہیں۔ تاکہ افرادِ امت کو زن و شوہر کے تعلقات اور مسائل میں رہنمائی حاصل ہو۔ ہر واقعہ، عقیدہ، اور آپؐ کے ہر ارشاد کو اپنی عقل مستعار کی میزان میں تولنے اور پرکھنے کی کوشش کرنا اور یہ دعویٰ کرنا کہ ہر وہ بات جو ہماری تنگ ذہنی عقل میں نہیں سمائی وہ قرآن کے بھی خلاف ہے۔ لہٰذا رد کر دینے کے قابل ہے۔

۱۲۔ اپنی تمام تر تحقیقات اور نام نہاد علمی کاوشوں کا مدار اسلام کے بارے میں مستشرقین کا انگریزی پر رکھنا اور انہیں اس سلسلہ میں حرفِ آخر سمجھنا اور اصل و حقیقی ماخذ اور مراجع سے الرحکب رہنا۔

۱۳۔ احادیث کی معتبر کتابوں کی بجائے ادب و تاریخ، شعر و سخن اور حکایات و قصص کی کتب کا سہارا لینا۔ مثلاً دمیری کی کتاب حیوٰۃ الحیوان۔ یا الف لیلہ و لیلہ یا العقد الفرید یا کتاب الاغانی وغیرہ۔ حالانکہ یہ کتابیں ہر طرح کے رطب و یابس اور مشتبہ روایات سے بھری پڑی ہیں۔ اور یوں بھی ان کا مقصد مسائل کی تحقیق یا دینیات کی بحث ہرگز نہیں ہوتا۔

۱۴۔ دین کے کسی ایک جزو کو نہیں۔ شریعت کے کسی ایک حکم کو نہیں رسولِ اکرمؐ کے کسی ایک فرمان کو نہیں بلکہ پورے دین کو اپنی تحقیق انیق اور اجتہاد پر از فساد کا تختہ مشق بنانا۔ براہین کے (معجزات تک۔ عبادات سے لے کر معاملات تک، معاشرت سے لے کر معیشت تک، سیاست سے لے کر تجارت تک) ہر شعبہ میں اپنی رائے کو فوقیت دینا۔ اور قرونِ اولیٰ سے مروج مسائل ان کی تعبیرات اور ان کے طریق کار کو ناقابل اعتماد ٹھہرانا۔

اگر آپ دورِ حاضر کے منکرین کے درج ذیل دعاوی پر غور فرمائیں گے تو ہمارے مدعٰی کی ضرور تصدیق فرما دیں گے۔

- اللہ اور رسول سے مراد مرکز ملت اور اولوالامر سے مراد افسران ماتحت ہیں۔
- اللہ اور رسول کی اطاعت سے مراد مرکزی حکومت کی اطاعت ہے
- ختم نبوت سے مراد یہ ہے کہ اب دنیا میں انقلاب شخصیتوں کے ہاتھوں نہیں بلکہ تصورات کے ذریعہ رونما ہوا کریگا۔ اور انسانی معاشرہ کی باگ ڈور اشخاص کی بجائے نظام کے ہاتھوں میں ہوا کریگی
- وراثت، قرضہ لین دین، صدقہ و خیرات سے متعلق احکام اس عبوری دور سے متعلق ہیں جس میں سے معاشرہ گذر کر انتہائی منزل تک پہنچتا ہے۔
- خدا عبارت ہے ان صفات عالیہ سے جنہیں انسان اپنے اندر منعکس کرنا چاہتا ہے
- مرنے کے بعد جنت اور جہنم مقامات نہیں انسانی ذات کی کیفیات ہیں۔
- قرآن ماضی کی طرف نگاہ رکھنے کے بجائے ہمیشہ مستقبل کو سامنے رکھنے کی تاکید کرتا ہے۔ اسی کا نام ایمان بالآخرت ہے
- ملائکہ سے مراد نفسیاتی محرکات ہیں جو انسانی قلوب میں اثرات مرتب کرتے ہیں۔
- انکشافات حقیقت کی روشنی (ذریعہ یا واسطہ) کو جبرائیل سے

سے تعبیر کیا گیا ہے۔

- جنت سے نکلنے والا آدم کوئی خاص فرد نہیں تھا بلکہ انسانیت کا تمثیلی نمائندہ تھا۔
- نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قرآن کے سوا (جو عقلی معجزہ ہے) کوئی اور معجزہ نہیں دیا گیا۔
- خیال ہے کہ اگر یہ واقعہ (معراج کا واقعہ) خواب کا نہیں تو یہ حضور اکرمؐ کے شب ہجرۃ کا بیان ہے۔ اس طرح مسجد اقصیٰ سے مراد مدینہ کی مسجد نبوی ہوگی جسے آپؐ نے وہاں جاکر تعمیر کیا۔
- قرآن کریم نے نماز پڑھنے کے لئے نہیں کہا، قیام صلوٰۃ یعنی نماز کے قیام کا حکم دیا۔
- اگر جانشین رسولؐ (قرآنی حکومت) نماز کی کسی جزئی شکل میں جس کا تعین قرآن نے نہیں کیا۔ اپنے زمانے کے کسی تقاضے کے ماتحت کچھ ردوبدل کرنا ناگزیر سمجھے تو وہ ایسا کرنے کی مجاز ہوگی
- زکوٰۃ اس ٹیکس کے علاوہ اور کچھ نہیں جو اسلامی حکومت مسلمانوں پر عائد کرے۔ اس ٹیکس کی کوئی شرح متعین نہیں کی گئی
- صدقات ان ٹیکسوں کا نام ہے جو حکومت اسلامیہ کی طرف سے ہنگامی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ان پر عائد کئے جاتے ہیں۔ انہی میں صدقہ فطر ہے۔
- حج عالم اسلامی کا وہ عالمگیر اجتماع ہے جو اس امت کے مرکز مخصوص (کعبہ) میں اس غرض کے لئے منعقد ہوتا ہے کہ ملت کے تمام اجتماعی امور کا حل قرآنی دلائل وحجت کی رو سے تلاش کیا جائے۔
- حج عالم اسلامی کی بین المسلمی کانفرنس کا نام ہے اس کانفرنس میں شرکت کرنے والوں کے خورد ونوش کے لئے جانور ذبح کرنے کا ذکر قرآن میں ہے۔ بس یہ تھی قربانی کی حقیقت جو آج کیا سے کیا بن کر رہ گئی ہے
- یہ عقیدہ کہ بلا سمجھے قرآن کے الفاظ دہرانے سے ثواب ہوتا ہے۔ یکسر غیر قرآنی عقیدہ ہے۔
- قرآن کی رو سے صرف مردار، بہتا خون، لحم خنزیر، اور غیر اللہ کی طرف منسوب چیزیں حرام ہیں۔ ان کے علاوہ اور کچھ حرام نہیں (بحوالہ پرویز کے بارے میں علماء کا متفقہ فتویٰ ص ۲۹ - ۳۰)

بقیہ دیندار انجمن

جس نے یوسف موعود، مہدی آخرالزماں، بروزی نبی بلکہ خدائی تک کے دعوے کئے اس کے باوجود دیندار انجمن والے عوام کو یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ یہ مسلمان ہیں۔

ختم نبوت کی تشریح

مسلمان تو ختم نبوت کی یہ تشریح کرتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آئے گا۔ خواہ وہ نبی مستقل ہو یا ظلی، یا بروزی، ـــ لیکن صدیق بن وحید نے ختم نبوت کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"کیونکہ اعلان ختم نبوت کا منشا ہی یہ ہے کہ اسلام اور صرف اسلام ہی دنیا کا واحد دین ہو۔"

اس عبارت سے عوام الناس کو بڑی آسانی سے دھوکہ دیا جا سکتا ہے کہ بات تو بڑی اچھی لکھی ہے۔ مگر یہ نہیں سمجھتے کہ ختم نبوت کی تشریح جو بالکل واضح ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آئے گا، اس کو چھوڑ کر اس تشریح کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

وجہ یہ ہے کہ اس تشریح کی رو سے اگر کوئی مستقل نبوت کا دعویٰ نہ کرے بلکہ ظلی نبی یا بروزی نبی ہونے کا دعویٰ کرے اور یہ کہے کہ اس کا مذہب اسلام ہی ہے تو وہ چونکہ اسلام کو دنیا کا واحد دین مان رہا ہے اس لئے اس کا عقیدہ ختم نبوت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

ایک سو قادیانیوں نے سویڈن میں سیاسی پناہ طلب کر لی

اسلام آباد۔ (نمائندہ جنگ) معلوم ہوا ہے کہ ایک سو کے لگ بھگ قادیانی باشندوں نے فرار ہوکر سویڈن میں سیاسی پناہ حاصل کرلی ہے۔ ان افراد نے سویڈن کی حکومت سے سیاسی پناہ کے لئے درخواست کی ہے۔ یہاں موصولہ اطلاعات کے مطابق ان باشندوں نے حکومت پاکستان کے خلاف بعض ایسے بے بنیاد الزامات عائد کرکے سیاسی پناہ حاصل کرنے کی کوشش کی ہے، جن کا قطعی طور پر کوئی وجود نہیں ہے۔ ان مفرور قادیانیوں نے نام نہاد سیاسی پناہ کے لئے اپنی درخواست میں یہ موقف اختیار کیا ہے کہ پاکستان میں ان کا جان ومال محفوظ نہیں ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ سویڈن کی حکومت نے ابھی تک ان کی درخواست پر کوئی فیصلہ نہیں دیا ہے

(روزنامہ جنگ ... ۱۹۸۴ء ...)

قسط نمبر ۲

جنگ آزادی ۱۸۵۷ء

خونیں داستان

رونگٹے کھڑے کر دینے والے واقعات

- میخیں گرم کر کے داغنا۔
- زندہ کھال اتارنا۔
- زندہ مسلمانوں کو سور کی کھال میں سینا۔

ایک انگریز مؤرخ کی زبانی

میجنڈی لکھنؤ کے محاصرہ کا ایک عارضی سکون کا نقشہ کھینچتے ہوئے لکھتا ہے کہ:۔

"تفریح کا وہ دلچسپ مشغلہ تھا جو ہندوستانی خدام کو چھیڑ کر خوف و خطر کی حالت میں دھکیلنے سے پیدا ہوتا تھا یعنی جس وقت یہ غریب انسان اپنے آقاؤں وغیرہ کا کھانا لے کر آتے تھے تو انہیں مجبوراً ایک بازار کے ایسے حصے سے گذر کر آنا ہوتا تھا جو عین دشمن کی گولیوں کی زد میں واقع تھا۔ بعض دفعہ ہم خود بھی ان کے خوف و ہراس کو بڑھانے کے لئے اور لطف اٹھانے کے لئے ان کی ٹانگوں کے درمیان پتھر پھینک دیا کرتے تھے۔ جنہیں یہ بیچارے بندوق کی گولیاں سمجھ کر جان بچانے کے لئے بے ساختہ چھلانگیں لگاتے تھے۔"

میجنڈی لکھتا ہے کہ اگر کوئی خادم فربہ اندام یا بزدل ہونے کی وجہ سے بھاگنے کے ناقابل ہوتا تھا تو اسے ڈرانے اور اس کا تمسخر اڑانے کے لئے ہم حقے کو اس کی ٹانگوں کے درمیان پھینک دیتے تھے۔ جسے وہ غلطی سے توپ کا گولہ سمجھ لیتا تھا۔ ان کے گاڈی آقا اپنی پناہ گاہ سے کھلکھلا کر ہنس دیتے تھے۔ حالانکہ...... ونسنٹ سمتھ ایسے ہی خدام ... دیانتداری کی تعریف کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

"انہوں نے ہمارے آدمیوں کو اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر پناہ دی اور جان بچائی۔"

آکسفورڈ ہسٹری آف انڈیا ص۲۲ پر تحریر ہے۔

"وفاداری مروت اور ایثار کی سینکڑوں ایسی مثالیں ملتی ہیں جو انسانی فطرت کا طرۂ امتیاز ہیں۔"

کے ای بک پانچ چیپٹر دوم کتاب ۵۷ء باب دوم میں لکھتا ہے۔

آج بھی گورنمنٹ ہند کی وہ تمام یادداشتیں پارلیمنٹ کے محفوظ ریکارڈ میں محفوظ ہیں۔ جن سے پتہ چلتا ہے کہ کانپور کے حادثے سے بہت عرصہ پہلے باغیوں کے علاوہ عام آبادی میں سے عورتوں، مردوں، بچوں اور بوڑھوں تک کو بھی پھانسی کے تختہ پر لٹکایا گیا۔ نہ صرف سولی پر ہی اکتفا کیا گیا۔ بلکہ دیہات میں ان کو اپنے مکانوں ہی میں بند کر کے آگ میں جلا کر خاکستر کر دیا گیا۔ اور شاذ و نادر ہی کسی ایک کو گولی سے مارنے کی تکلیف کی گئی ہو۔ ہم نے حتی الامکان کسی ذی روح آبادی کو زندہ نہیں بچنے دیا۔ یہاں تک کہ ان سیاہ فام انسانوں کے زخموں پر نمک چھڑکنے کے نظاروں سے اپنی خون آشامی کی پیاس بجھا کر لطف اندوز ہوتے رہے ہیں۔

کے ای بک پانچ باب دوم میں تحریر ہے۔

"بنارس اور الہ آباد میں کانپور کے حادثہ سے پہلے ایک موقعہ پر چند نوجوان لڑکوں کو محض اس بنا پر پھانسی کی سزا دی گئی کہ انہوں نے غالباً تفنن طبع کے طور پر باغیوں کی جھنڈیاں اٹھاتے ہوئے بازاروں میں منادی کی تھی۔ سزائے موت دینے والی عدالت کے ایک افسر نے پُرنم آنکھوں سے کمانڈنگ آفیسر کے پاس جا کر درخواست کی کہ ان نابالغ مجرموں پر رحم کر کے پھانسی کی سزا تبدیل کی جائے۔ لیکن بے سود، پھانسیاں دینے کے لئے رضاکارانہ ٹولیاں بنائی گئیں جنہوں نے اس مقصد کی تکمیل کے لئے دیہات میں دورہ کیا۔ اس حالت میں کہ ان کے ساتھ پھانسی دینے کا سامان بھی مکمل ہوتا تھا۔ اور نہ ہی کسی کو پھانسی دینے کے طریق سے مکمل۔ اہلیت

تھی۔ ایک "شریف آدمی" اپنی کامیابی کا اس طریق سے فخریہ اظہار کرتا تھا۔ کہ ہم پھانسی دیتے وقت عام طور پر آم کے درخت اور ہاتھی کو استعمال کرتے تھے۔ یعنی ملزم کو ہاتھی پر بٹھا کر درخت کے نیچے لیجاتے تھے اور اوپر سے رسہ ڈال کر ہاتھی کو ہنکایا جاتا تھا یہاں تک کہ ملزم اس طرح تڑپنے اور جان کنی کی حالت میں اکثر اوقات انگریزی آٹھ ہندسے (8) کی دلچسپ شکل بن کر رہ جاتا تھا۔

(سہارنپور کی حالت بحوالہ کتاب "سر جارج کیمپ بیل کتاب اول خط محررہ ۱۲ اگست ۱۸۵۷ء) یہاں پر حالات ایسے نازک تھے کہ ہمیں مناسب انتظام قائم رکھنے کے لئے متعدد پھانسیاں دینے کی ضرورت پیش آئی

(آگرہ کی حالت بحوالہ کتاب" لے لیڈیز رو کوپ فرام گوالیار صفحہ ۲۱۲) - یہاں کے دیہات سے متعدد کسانوں کو جنہوں نے بغاوت میں حصہ لیا تھا۔ گرفتار کیا گیا اور ان باغیوں کو کے ساتھ پھانسی پر لٹکا دیا گیا جو قرب وجوار سے پکڑے گئے تھے۔

دہلی کی حالت قبضہ کرنے کے بعد (کتاب محولہ بالا صفحہ ۲۶۹) مسز کوپ لینڈ ۲۴ ستمبر ۱۸۵۷ء کو اپنی ایک چٹھی میں لکھتی ہے کہ دہلی کے محاصرے سے لیکر اب تک اعلیٰ فوجی حاکم کے حکم سے چار سو سے لیکر پانچ سو تک بدقسمت انسانوں کو قتل کی سزا دی گئی۔ چنانچہ وہ اب اپنی جگہ سے استعفیٰ دینے کا خیال کر رہا ہے۔ خونریزی کے عادی سپاہیوں نے مزید برآں جوش انتقام کو فرو کرنے کے لئے پھانسی لینے والے جلادوں کو رشوت دے کر آمادہ کیا ہوا تھا کہ انہیں پھانسی کے تختے پر زیادہ دیر لٹکے رہنے دیا جائے۔ تاکہ لاش کے تڑپتے رہنے کی کیفیت دیکھ کر جسے وہ ناچ سے تشبیہ دیتے تھے اپنی خونخوار طبائع کے لئے دلچسپی کا سامان بنا سکیں۔

اس کے میزبان کیپٹن گارسٹن نے بتایا کہ جھجر کے نواب صاحب کو جان دیتے ہوئے بہت عرصہ لگا کیونکہ وہ ابھی اس کو پھانسی پر لٹکتے ہوئے دیکھ کر آیا ہے۔

کتاب مذکورہ بالا کے صفحہ ۲۷۳ پر تحریر ہے۔ ایک دن ایک ہندوستانی جوہری مسز گارسٹن کے پاس سونے چاندی کے کچھ نوادر بیچنے کے لئے لایا۔ اور مسز موصوفہ نے یہ سمجھ کر کہ دام کچھ زیادہ بتا دیئے گئے ہیں، ویسے ہی تفنن طبع سے کہا کہ دیکھو تم کو مٹکاف کے پاس بھیج دیں گے۔ چنانچہ اس فقرہ کے سنتے ہی وہ حواس باختہ ہوگیا۔ اور اس طرح سر پر پاؤں رکھ کر بھاگا کہ اپنے قیمتی ظروف وہیں چھوڑ گیا۔ جس کے بعد کبھی اس نے اپنی صورت نہ دکھائی اور نہ ہی اپنے ظروف کا مطالبہ کیا۔

جولائی میں ہندوستان کے حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے جنرل ان کونسل نے ۲۴ دسمبر ۱۸۵۷ء کو شمال مغربی سرحدی صوبہ اور پنجاب کی حالت بیان کرتے ہوئے کہا۔ ان صوبوں میں نہ صرف ہر قسم کے بدلے میں بلکہ ایسے مشتبہ جرائم کے عوض بھی اندھادھند پھانسیاں دینے کی کاروائی جس میں مرد عورت بوڑھے اور بچے کی تمیز روا نہ رکھی گئی۔ نیز بے شمار دیہات کے جلائے جانے کی وجہ سے آبادی کے اس حصہ میں بھی نفرت اور وحشت پھیل گئی ہے جو اس وقت تک گورنمنٹ کے خلاف نہ تھی۔

جھانسی کانپور اور دہلی میں اگرچہ منتقمانہ حیثیت سے اس قسم کی قتل و غارتگری کیلئے کسی قدر گنجائش بھی موجود تھی۔ لیکن لکھنؤ میں تو بلاوجہ قتل و غارت کا بازار گرم کیا گیا۔ جس کی تفصیل ایک افسر کے قلم سے ذیل میں دی جاتی ہے۔

(میجنڈی صفحہ ۱۹۶-۱۹۵) لکھنؤ پر قبضہ کرنے کے بعد قتل و غارت کا بازار گرم کیا گیا۔ چنانچہ ہر ایسے ہندوستانی کو قطع نظر اس کے کہ وہ سپاہی ہے یا اودھ کا دیہاتی بیدریغ تہ تیغ کیا گیا۔ یہاں تک کہ نہ تو کوئی سوال ہی کیا جاتا تھا اور نہ ہی اس قسم کا کوئی تکلف روا رکھا جاتا تھا۔ بلکہ محض سیاہ رنگت ہی اس کے مجرم ہونے کے لئے کافی دلیل سمجھی جاتی تھی۔

لیٹرز ان دی ڈیلی ٹیلیگراف منٹگمری مارٹن یوں تحریر ہے:۔

دہلی میں ہماری فوج کے شہر میں داخل ہونے پر تمام ایسے لوگ جو شہر کی چار دیواری کے اندر چلتے پھرتے نظر آئے سنگینوں سے وہیں پر ختم کر دیئے گئے۔ ایسے بدقسمت انسانوں کی تعداد بہت کافی تھی۔ آپ اس واقعہ سے بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ایک گھر میں چالیس یا پچاس ایسے اشخاص ہمارے خوف سے پناہ گزین ہوگئے جو باغی نہ تھے بلکہ غریب شہری تھے اور ہمارے عفو و کرم پر تکیہ لگائے ہوئے تھے۔ جن کے متعلق میں خوشی سے یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں

کہ وہ سخت مایوس ہوئے کیونکہ ہم نے اسی جگہ ان کو سنگینوں سے ڈھیر کردیا۔

مسٹر مئی صفحہ ۱۹۶، ۱۹۵ پر لکھتا ہے

"لکھنؤ میں ایک درخت کی شاخ اور ایک رسہ ہلاکت کیلئے استعمال کیا جاتا تھا۔ یا اگر یہ اشیاء مہیا نہ ہوں تو بندوق کی ایک گولی بے گناہ انسان کے دماغ کو چیرتی ہوئی نکل جاتی تھی اور وہ وہیں ڈھیر ہوجاتا تھا۔"

ٹائمز کا نامہ نگار لکھتا ہے (خطوط مورخہ ۱۹-۱۱-۵۰

و ۱۹-۱۱-۵۰) میں نے دہلی کے بازاروں میں سیر کرنا مطلقاً چھوڑ دیا ہے۔ کیونکہ کل ایک ایسا دردناک واقعہ دیکھنے میں آیا جس سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ یعنی جب ایک افسر بیس سپاہی لے کر شہر کی گشت کو جانے لگا تو میں بھی ان کے ہمراہ ہو لیا۔ اور راستے میں ہم نے چودہ عورتوں کی لاشوں کو شعلوں میں لپٹے ہوئے بازار میں پڑا پایا۔ جن کے سر دھڑوں سے ان کے خاوندوں نے جدا کئے تھے۔ چنانچہ ایک عینی شاہد سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ دردناک حادثہ اس لئے ظہور پذیر ہوا کہ ان مستورات کے خاوندوں کو شبہ تھا کہ اگر انگریز سپاہیوں کے قابو میں آگئیں تو وہ ان کی عصمت دری کریں گے۔ اس لئے بحالاتِ موجودہ اپنے ناموس کے تحفظ کا یہی طریقہ مناسب خیال کیا گیا۔ جس کے بعد خود بھی انہوں نے خودکشی کرلی۔ چنانچہ ہم نے ان کے خاوندوں کی لاشوں کو بھی بعد میں دیکھا۔ پھر لکھا ہے۔ نادر شاہ کی تاریخی لوٹ اور قتل عام کے بعد جب اس نے چاندنی چوک کی مسجد میں بیٹھ کر غارتگری کا حکم دیا تھا ایسا دردناک نظارہ آج سے پہلے شاہجہاں کے دارالخلافہ نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

ہومز صفحہ ۳۸۶ پر لکھا ہے۔

باغیوں کے جرائم کے مقابلہ میں ہزار گنا زیادہ سنگین پاداش باشندگان دہلی کو برداشت کرنی پڑی۔ ہزارہا مرد، عورتوں اور بچوں کو بے گناہ خانماں برباد ہوکر جنگلوں اور ویرانوں کی خاک چھاننی پڑی اور جتنا مال و اسباب وہ پیچھے چھوڑ گئے ان سے ہمیشہ کے لئے ان کو ہاتھ دھونے پڑے۔ کیونکہ سپاہیوں نے گھروں کے کونے کونے کو کھود کر تمام قیمتی اشیاء کو قبضہ میں کرلیا اور باقی سامان کو توڑ پھوڑ کر خراب کردیا جس کو کہ وہ اٹھا کر نہیں لیجا سکتے ہیں۔

اس سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ میں نے اہتمام سے غدر کے متعلق کتابوں سے صرف ایسے واقعات اپنی کتاب کے لئے منتخب کئے ہیں جو ہمارے خلاف جاتے تھے، مجھے تو اس میں شبہ ہے کہ جن واقعات کو میں نے اپنی کتاب میں ترتیب دیا ہے ان کو کسی صورت میں بھی غیر معمولی کہا جاسکے۔ سوائے ان دو واقعات کے جن میں سے ایک میں تو سکھوں کے مظالم کا ذکر ہے اور دوسرے میں مسٹر کوپر کی کتاب سے بعض سنگین واقعات کو نقل کیا ہے۔

لیکن میں نے ان سے بھی زیادہ شدید اور رنج دہ واقعات کو پھر بھی چھوڑ دیا ہے۔ غدر کے متعلق تمام دستاویزیں زبان حال سے ہماری زیادتیوں کا اعلان کرتی ہیں۔ ۱۹۲۲ء میں غدر کے حالات پر دو کتابیں شائع ہوئی ہیں۔ جن میں سے ایک کا نام "لارڈ ڈاہرٹس کے خطوط" اور دوسری کا نام "مس سومرویل ٹرنکیٹ" ہے ان ہر دو کتب میں ہماری زیادتیاں بالکل عریاں طور پر ظاہر ہوئی ہیں لیکن دوسری کتاب میں تو مس موصوفہ کے چچا جان کے وہ خطوط بھی شامل اشاعت کئے گئے ہیں جو بے انتہا خوں ریزی کے مظہر ہیں بعض دوستوں کو پڑھ کر پچھلے باب کے متعلق یہ خیال پیدا ہوگا کہ بہتر ہوتا اگر واقعات کے اس غلیظ کیچڑ کو زمانہ کی تہ کے نیچے ہی بیٹھے رہنے دیا جاتا اور اس طریقہ سے اسے نہ ہلایا جاتا۔ لیکن ہمارے نزدیک یہی طریقہ مناسب تھا کیونکہ بے شمار انگریزی تواریخ کے مطالعہ سے یہی پتہ چلتا ہے کہ تمام انگریز مؤرخین نے ہندوستانی باغیوں کے سیاہ اعمال کو عالم آشکارا کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ مگر اس کے مقابلہ میں ہندوستانیوں کے مصائب اور ناگفتہ بہ حالت سے تاحال ہماری قوم ناآشنا رکھی گئی

میں نے تو جنرل نیل کے ان کارناموں کو بالکل چھوڑ دیا ہے جو کانپور کے خونی سانحہ سے بدرجہا زیادہ سنگین تھے۔ نیز ہوڈسن کی مشہور زمانہ سنگدلی کی کاروائی کو میں نے بالکل نہیں چھیڑا۔ اگرچہ میرے پاس عینی مشاہدوں کی دستاویزیں موجود تھیں۔

ہوڈسن کیوں اس قدر بدنام ہے غالباً اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کے مقتول شہزادے تھے یا اس لئے کہ وہ اپنی فوج میں ہر دلعزیز افسر نہیں تھا۔ لیکن اس سے بدرجہا سنگین مظالم کے واقعات موجود ہیں۔ جو ابھی تک پردۂ اخفاء میں ہیں اور دنیا ان سے قطعًا لاعلم ہے۔

حضرت مولانا مفتی رشید احمد
دامت فیوضہم

بھیڑ کی صورت میں بھیڑیا

یعنی

دیندار انجمن

دیندار انجمن آج کل اس انجمن کی تین تحریکیں تین مختلف ناموں سے چل رہی ہیں۔ ان کی وضاحت اس لئے کرنا ضروری ہے کہ کہیں عوام کسی دوسرے نام سے ان کے دھوکے میں نہ آجائیں پورے ہند و پاک میں ان کے مبلغین پھیلے ہوئے ہیں، ہندوستان میں یہ تحریک "حزب اللہ دیندار انجمن" کہلاتی ہے اس کی ایک شاخ کراچی میں بھی ہے۔

کراچی ہی میں سعید بن وحید بی۔اے (علیگ) کی امارت میں "جمعیت انجمن مجاہدین فی سبیل اللہ دیندار انجمن" کے نام سے یہ لوگ کام کرتے رہے ہیں۔ یہ انجمن آج کل "فقراء مبلغین اسلام دیندار انجمن" اور زیادہ تر صرف "دیندار انجمن" کے نام سے کام کر رہی ہے جس کا سربراہ سعید بن وحید ہے۔ اس انجمن کا مرکزی دفتر کورنگی (نمبر ۳) کراچی میں ہے۔ تیسری تحریک "مرکزی دیندار انجمن" کے نام سے ہے جس کے مبلغین پنجاب اور پشاور وغیرہ میں ظاہر اور پوشیدہ طریقوں سے کام کرتے ہیں۔ عوام کو دھوکہ دہی کے لئے ان کے دو خاص پیشے ہیں، بعض پیش امام بن کر مساجد میں امامت کرتے ہیں۔ اور بعض پیر بن کر اپنے حلقۂ ارادت میں یہ زہر پھیلاتے ہیں۔ ان کی وضع قطع مخصوص ہے اس لئے اسے بھی لکھا جاتا ہے، تاکہ ناواقف مسلمان ان کو وضع قطع سے پہچان کر ان کا شکار ہونے سے بچ جائیں۔

وضع قطع "دیندار انجمن" کے لوگ ہرے رنگ کے عمامے باندھتے ہیں۔ جس کے نیچے عموماً سادہ ٹوپی ہوتی ہے رنگے ہوئے گیروے کرتے پہنتے ہیں، سر پر لمبی لٹیں، لمبی ڈاڑھی اور پراگندہ منہ، دکھائی دیتے ہیں اور چاٹے سے مکمل پرہیز،

زاہد صدیقی صاحب سابق مبلغ دیندار انجمن جو اب تائب ہو گئے ہیں۔ "فاران" کراچی فروری ۱۹۵۸ء میں لکھتے ہیں:۔

"راقم الحروف نے چار سال کا عرصہ ہوا جمعیت حزب اللہ دیندار انجمن کو ایک تبلیغی ادارہ تصور کرتے ہوئے زندگی وقف کر کے اپنی خدمات پیش کردی تھیں۔ اس کے بعد سے مندرجہ بالا واقعہ تک میں ایک سرگرم مبلغ کی حیثیت سے مغربی پاکستان میں دورہ کرتا رہا۔ اور ہزارہا افراد کے مجمع میں اس جماعت کا تعارف کراتا رہا۔ لیکن یہ کسے خبر تھی کہ جنہیں میں نے خدام الدین سمجھا ہے وہ غارت گر ایمان اور منکرین ختم نبوت ہیں۔ صوفیانہ حلیہ، دیندارانہ وضع قطع، فرقوں کے اتحاد کے متمنی، غرض یہ کہ انہیں آپ دیکھ کر کبھی یہ تصور نہیں کر سکتے۔ کہ اس وضع قطع کے لوگ بھی دینداری کی آڑ لے کر بے دینی اور مشرکانہ عقائد کی درپردہ تبلیغ کرتے ہوں گے"

یہ رسالہ دیندار انجمن کے فتنہ سے متعلق ہے، جس کے بانی صدیق دیندار چن بسویشور ہیں۔ جنہوں نے حیدرآباد دکن میں "خانقاہ سرورعالم" بنائی تھی۔ نیز پیغمبری بلکہ خدائی تک کے بھی دعوے کئے۔ ذیل میں ہم ان دعاوی کی ایک مختصر فہرست لکھ دیتے ہیں۔

(۱) مامور وقت۔ (۲) ایشور۔ ۳۔ چن بسویشور۔ ۴۔ پرماتما۔ ۵۔ شنکر۔ ۶۔ موسیٰ۔ ۷۔ مثیل موسیٰ۔ ۸۔ داؤد۔ ۹۔ یوسف موعود

۱۰۔ شنکھ، ۱۱۔ مصلح موعود۔ ۱۲۔ میراں پیر۔ ۱۳۔ محمد۔ ۱۴۔ امام الغیب ۱۵۔ صدیق حکیم اللہ۔ ۱۶۔ سپہ سالار ثہ محبوب۔ ۱۸۔ نور محمد جلال ہے ۱۹۔ مہدی آخرالزمان۔ ۲۰۔ دھن پتی۔ ۲۱۔ دیندار۔ ۲۲۔ محی الدین ۲۳۔ صادق جنگ۔ ۲۴۔ سری پتی۔ ۲۵۔ تاج الاولیاء۔ ۲۶۔ فاتح ہندوستان۔ ۲۷۔ نور محمد۔ ۲۸۔ محمود صدیق۔ ۲۹۔ جری اللہ۔ ۳۰۔ نبی کریم کے فرزند۔ ۳۱۔ سکندر اعظم۔ ۳۲۔ عبدالقادر۔ ۳۳۔ عبداللہ۔ ۳۴۔ سلیمان ۳۵۔ مولانا۔ ۳۶۔ نگہبان۔ ۳۷۔ عیسیٰ۔ ۳۸۔ پہلوان۔ ۳۹۔ عادل میراں صاحب۔ ۴۰۔ آسمان کا تارا۔ ۴۱۔ بی بی فاطمہ کا لعل۔ ۴۲۔ اندرجیوتی۔ ۴۳۔ میراں صابر۔ ۴۴۔ چراغ دین۔ ۴۵۔ سلطان نصرالدولہ۔ ۴۶۔ کرو ناتھ۔ ۴۷۔ یا منصور۔ ۴۸۔ یوسف۔ ۴۹۔ بابا صدیق۔ ۵۰۔ فنا فی الرسول۔ ۵۱۔ مظہر اللہ۔ ۵۲۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانی۔ ۵۳۔ بروز محمد۔ ۵۴۔ قاضی حشر۔ ۵۵۔ حوض کوثر کا قاسم۔ ۵۶۔ آخرین کا سردار ۵۷۔ فقیر فنا فی الرسول۔ ۵۸۔ رحمۃ للعالمین۔ ۵۹۔ اللہ۔ ۶۰۔ انبیاءؑ کے سردار وغیرہ۔

صدیق دیندار صاحب غلام احمد قادیانی کے ساتھ میل ملاپ رکھتے تھے۔ لیکن بشیرالدین محمود خلیفہ قادیان سے جاکر بیعت کی۔ پھر محمد علی لاہوری مرزائی سے جاکر قادیانی تفسیر پڑھی۔ پھر حیدرآباد دکن آکر ہندوؤں کی کتابوں اور مرزا غلام احمد قادیانی کی پیشگوئیوں کو کھینچ تان کر اپنے اوپر چسپاں کرتے ہوئے ہندوؤں کا اوتار چن بسویشور ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ یوسف موعود، مثیل موسیٰ، مظہر خدا کے دعویٰ کے ساتھ یہ بھی دعویٰ کیا کہ "خانقاہ سرور عالم واقع آصف نگر (حیدرآباد دکن) میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوبارہ بعثت ہوئی ہے۔ نیز اپنے کو اللہ۔ قیامت کا مالک اور شافع محشر بھی لکھا۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

چن بسویشور کی تصانیف میں اب تک "مہر نبوت"، خادم خاتم النبیین، جامع البحرین، معراج المومنین، اور دعوت الی اللہ کے حوالے ملتے ہیں۔

دیندار انجمن کے بانی صدیق دیندار چن بسویشور کہتے ہیں:۔

"نبیوں کے اسرار مجھ پر کھلنے کے دو اسباب ہیں
پہلا سبب یہ کہ فقیر ۱۹۱۷ء میں فتنہ دجال سے کما حقہٗ واقف ہوکر جستجوئے مسیح میں تھا۔ مسیح (مرزا غلام احمد) کو پایا، اور نہایت مخلصانہ طور پر اٹھائیس سال کی عمر میں ترک دنیا کرکے مزید حصول علم دین کے لئے قادیان پہنچا۔ اور مرزا صاحب کے تحریر کردہ دس ہزار صفحات سے جن میں تیس سو جگہ مسئلہ نبوت کو حل کرنے کی کوشش کی گئی ہے پورا پورا واقف ہوگیا۔ اس طرح "اسرار نبوت" کے کھلنے کا اس فقیر پر یہ پہلا سبب ہے"۔ (مہر نبوت ص۲۵)

میاں محمود کی مزید تقدیس بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"فقیر (چن بسویشور) جانتا ہے کہ وہ (میاں محمود در بنسبت خلیفہ قادیان) ایک مرد متقی ہے۔ اور بڑی بشارتیں دینے والا ہے۔ ان سے ہمارا جھگڑا صرف مذہبی چند فروعات میں ہے، جن کی غفلت سے اصول ہو جانے کا خطرہ ہے۔ اس وجہ سے میں نے مخالفت کی۔ اب مخالفت نہیں ہے۔ کیونکہ مجھے اللہ تعالیٰ نے علم دیا ہے کہ وہ قریب میں ہمارے عقیدے کے ساتھ ہو جائیں گے جس کے آثار گذشتہ چند ماہ سے ظاہر ہو رہے ہیں"۔ (خادم خاتم النبیین دیباچہ صفحہ (یکم جون ۱۹۲۶ء)

اس سے دیندار انجمن میں غلطی سے پھنسے ہوئے سادہ لوح حضرات خوب سمجھ لیں کہ ان کے موجودہ پیشوا اپنے کو بظاہر قادیانیوں سے الگ ظاہر کرکے ان کو کس طرح دھوکا دے رہے ہیں۔

یہ فتنہ پھر اٹھایا جا رہا ہے۔

ناظرین! آپ یہ نہ سمجھیں کہ فتنہ ختم ہو چکا ہے۔ بلکہ یہ فتنہ اس زور شور سے پھر سر اٹھا رہا ہے جس طرح بانی انجمن نے شروع کیا تھا۔ بلکہ یہ فتنہ شروع میں تو کفر و ارتداد کی کھلی دعوت کے ساتھ پھیلایا جا رہا تھا۔ جس سے عوام کو اکثر و بیشتر ان کی حالت معلوم ہو جاتی تھی۔ مگر اب تو یہ کفر و ارتداد کے ساتھ ساتھ نفاق دھوکہ فریب، اور نہایت خفیہ عزائم لئے میدان میں آیا ہے، انتہا یہ ہے کہ عوام الناس کے سامنے یہ نہیں ظاہر کیا جاتا کہ ہم ان عقائد کے حامل ہیں۔ چن بسویشور کے پیرو ہیں۔ بلکہ یہ کہا جاتا ہے کہ ہم پکے دیندار اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے شیدائی ہیں، مسلمانوں کی بری حالت دیکھ کر ہم ان کی اصلاح کے لئے نکلے ہیں۔ اس پر

اس پر مستزاد یہ کہ سادہ مسلمانوں سے دین کے نام پر چندے لے کر ایمان سوز کتابوں کی نشر و اشاعت میں لگاتے ہیں۔

شوگر کوٹیڈ ٹیبلٹس

دیندار انجمن والے عام طور پر مسلمانوں میں اتحاد، جوشِ جہاد، اسکولوں اور کالجوں کی اصلاح وغیرہ سے متعلق تبلیغ کرتے ہیں۔ اور یہ تأثر دیتے ہیں کہ ہم مبلغین اسلام ہیں۔ ہمارے تبلیغی مشن کے یہ ابتدائی خاکے ہیں۔ اس طرح سے جاہل عوام خصوصاً نوجوان جنہیں دین کا صحیح علم نہیں ہے جلدی سے ان کے دھوکے میں آجاتے ہیں۔ انہوں نے نشر و اشاعت کا منظم کام کیا شروع کر دیا ہے۔ عام طور پر کتابیں منافقانہ انداز میں لکھ کر چھاپتے ہیں تاکہ عوام ان سے برا تأثر نہ لیں۔ چنانچہ کوئی کتاب لکھتے ہیں تو ادھر ادھر کی ناصحانہ باتیں لکھتے لکھتے بیچ میں ایک آدھ جگہ اپنے بانی انجمن کی کوئی بات ذکر کر دیتے ہیں یا ان کی جانب اشارہ کر جاتے ہیں لامحالہ جس کا اثر یہ ہوگا کہ عوام اور نوجوان طبقہ ان دجالوں سے اس انداز سے متعارف ہوگا کہ ان کافروں اور دجالوں کے ساتھ ان کو حسنِ ظن پیدا ہوگا۔ پھر رفتہ رفتہ جماعت میں داخل ہو گئے اور پھر ان کے ساتھ مل کر ایمان سوزی کے ساتھ جب غیرت سوزی کے بھی عادی ہو جاتے ہیں تب ان کو اصل کتابیں جو مقصود ہیں بالترتیب پڑھنے کے لئے دی جاتی ہیں۔ اور خبیث ترین لٹریچر جو اصل بانی انجمن کا ہے سب سے آخر میں دیا جاتا ہے، چنانچہ بعض لوگ جو دیندار انجمن کے فریب اور بے دینی سے مطلع ہو کر ان سے علیحدہ ہوئے ہیں ان کا کہنا یہ ہے کہ ہم نے ان کی انجمن میں بحیثیت مبلغ کام کیا ہے لیکن تین چار سال تک ان کی اصل کتابیں ہم کو نہ دی گئیں اس کے بعد جب ہم پر پورا اعتماد ہو گیا کہ یہ ہر طرح سے ہماری بے غیرتی کو برداشت کر سکیں گے۔ تب انجمن کی بانی کی کتابیں ہم کو دی گئیں جن کی خباثتوں کو دیکھ کر ہم ان سے متنفر ہوئے اور ان سے برأت اور توبہ کا اعلان کیا۔

نشر و اشاعت میں دیندار انجمن کی مکاریوں کی ایک مثال

سعید بن وحید، جس کا تذکرہ اس کتاب میں پیچھے متعدد بار آیا ہے۔ اس مہم میں پیش پیش ہے۔ کراچی میں دیندار انجمن کے نگران کی حیثیت سے یہ خباثتیں تصنیف و تالیف کی صورت میں پھیلا رہا ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں اس نے کئی کتابیں لکھی ہیں جن میں اکثر احقر کی نظر سے گذری ہیں۔ مثال کے طور پر اس کی کتاب "حلِ مسائل کا قرآنی حل" کو لیجئے۔ اس میں اس نے بڑے درد انگیز اور دلیرانہ لہجے میں نظریہ پاکستان وغیرہ سے بحث کی ہے اور کئی خامیوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ یہ کتاب ۶۳ صفحات پر مشتمل ہے۔ کتاب کے ۵۸ صفحات لکھنے کے بعد اب مقصد کی طرف لطیف اشارات شروع کر دیئے ہیں اور بڑی مکاری سے مقصود اصلی چن بسویشور کی طرف آیا ہے۔ چونکہ دیندار انجمن والے چن بسویشور کو نبی ماننے کے ساتھ ساتھ "مامورِ وقت" بھی کہتے ہیں اس لئے
"تدبیرِ امر" اور "تعینِ شخصیت" کے دو مختصر عنوان قائم کر کے ان میں چند مثالیں دی ہیں، اس کے بعد مقصد کی طرف یوں لطیف اشارہ کیا ہے۔

"غرض قرآن پاک میں ایسی کئی مثالیں موجود ہیں جو منجانب اللہ "تدبیرِ امر" اور "تعینِ شخصیت" کا پتہ دیتی ہیں" (حلِ مسائل کا قرآنی حل ص۵۹)

اس کے بعد "ماوراءِ عقل" کا عنوان قائم کر کے یہ ظاہر کیا ہے کہ

"لوگ اگرچہ ایسی شخصیتوں کو پاگل کہا کریں گے۔
مگر یہ اللہ والے ہیں"

پھر آگے چل کر انتہائی چالاکی سے اس مامور شخصیت کا نام اس انداز سے ذکر کیا ہے کہ لوگ یہ محسوس نہ کریں کہ مصنف اس کا یقینی فیصلہ سناتا ہے۔ چنانچہ "بشریٰ للمؤمنین" کا عنوان لکھ کر یہ عبارت لکھی ہے۔

"ہندوستان تمام مسلمان ہونے والا ہے"
"الہام بانیٔ دیندار انجمن"
(حلِ مسائل کا قرآنی حل ص۶۱)

بانی انجمن کا یہ الہام انہوں نے جلی اور خط کشیدہ اس طرح سے لکھا ہے کہ اگلی عبارات کے عنوان کا کام بھی دے۔ مامور شخصیت کا یہ الہام "بشریٰ للمؤمنین" ہے۔

چن بسویشور جس نے نبوت اور خدائی تک کے دعوے کئے ہیں اس کا نام کتاب "حلِ مسائل کا قرآنی حل" میں اس طرح اعزاز و اکرام اور تعظیم کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

"بانیٔ دیندار انجمن حضرت مولانا صدیق دیندار چن بسویشور قدس اللہ سرہ العزیز"

WEEKLY Khatme-Nubbuwat KARACHI
Registered S. No. 3220

مسلم غازی

نعت

مجسّم شانِ رحمت ہیں سراپا حسنِ قدرت ہیں
مرے آقاؐ جہاں میں آفتابِ بزمِ وحدت ہیں

ترا جاہ و شرف اللہ اکبر اے مرے آقا
ترے روضے کے خادم فخرِ دیں فخرِ ولایت ہیں

گدا، در کے تمہارے "غوث" کہلاتے ہیں دنیا میں
تمہارے نام لیوا صاحبِ کشف و کرامت ہیں

وہ جس کا آستانِ پاک قبلہ ہے دوعالم کا
وہ جس کے عرش کے قدسی بھی مشتاقِ زیارت ہیں

وہی مخدومِ عالم ہیں وہی محبوبِ یزداں ہیں
وہی جو گنبدِ خضرا میں محوِ استراحت ہیں

وہی تو مقصدِ تخلیق ہیں اس دارِ فانی ہیں
وہی نورِ حقیقت ہیں وہی رمزِ مشیت ہیں

وہی جو روزِ محشر بخشوائیں گے تجھے غازیؔ!!
وہی جو اپنی امت کے لیے رحمت ہی رحمت ہیں